وَرَتِّلِ الْقُرآنَ تَرْتِيلاً

اور قرآن کو ضرور ترتیل کے ساتھ پڑھیے

تجوید مبتدیان

حضرت مولانا قاری محمد اظہر حسن رحمۃ اللہ علیہ

شیخ التجوید دار العلوم سبیل الرشاد بنگلور

المصاحف بنگلور

مقدمہ

تشریحِ اصطلاحات

حرکت ۔زبر، زیر اور پیش کو کہتے ہیں۔

متحرک ۔حرکت والا یعنی وہ حرف جس پر زبر یا زیر یا پیش ہو۔

سکون ۔جزم کو کہتے ہیں۔

ساکن ۔سکون والا یعنی وہ حرف جس پر سکون ہو۔

تشدید ۔کسی حرف کو دو مرتبہ اس طرح پڑھنا کہ ایک مرتبہ ساکن اور دوسری مرتبہ متحرک حرف کی آواز نکلے جیسے ثُمَّ اور اِنَّ۔ ان دونوں مثالوں میں پہلے میم و نونِ ساکن کی آواز نکلی پھر متحرک کی۔

مشدّد ۔تشدید والا یعنی وہ حرف جس پر تشدید ہو۔

فتحہ ۔زبر کو کہتے ہیں۔

مفتوح ۔فتحہ والا یعنی وہ حرف جس پر فتحہ ہو۔

ضمہ ۔پیش کو کہتے ہیں۔

مضموم ۔ضمہ والا یعنی وہ حرف جس پر ضمہ ہو۔

کسرہ ۔زیر کو کہتے ہیں۔

مکسور ۔کسرے والا یعنی وہ حرف جس کے نیچے کسرہ ہو۔

تنوین ۔دوزبر، دوزیر، دوپیش کو کہتے ہیں۔ حقیقت میں یہ بھی نون ہی ہے، مگر نونِ رسمی جو حرف کی شکل میں لکھا جاتا ہے، اس میں اور نونِ تنوین میں یہ فرق ہے کہ

تنوین کا نون بجز اس صورت کے کہ دوسرے ساکن حرف سے ملے ہمیشہ ساکن رہتا ہے جیسے عَلِیْمٌ ، عَلِیْماً ، عَلِیْمٍ اور ہمیشہ کلمے کے آخر میں آتا ہے، شروع اور درمیان میں نہیں آتا، صرف اسم کے آخر میں آتا ہے، فعل اور حرف میں نہیں آتا، صرف پڑھا جاتا ہے حرف کی شکل میں لکھا نہیں جاتا، بلکہ دوزبر، دوزیر اور دوپیش کی صورت میں اس کو ظاہر کیا جاتا ہے جس کو 'علامتِ تنوین' کہتے ہیں۔

جس جگہ زبر کی تنوین ہو وہاں دوزبر، جس جگہ زیر کی تنوین ہو وہاں دوزیر اور جس جگہ پیش کی تنوین ہو وہاں دو پیش لکھے جاتے ہیں اور بجائے دوزبر، دوزیر اور دوپیش کے ایک نونِ ساکن پڑھا جاتا ہے، مثلاً 'بُ' 'نون زبر بَنْ' اور 'بً' 'دوزبر بًا' دونوں کے آخر میں نونِ ساکن ہی کی آواز نکلی اور جب تنوین کے بعد کوئی ساکن حرف آتا ہے تو چونکہ عربی میں اجتماعِ ساکنین یعنی دو ساکن کا جمع ہونا جائز نہیں ہے اس لیے تنوین کے اس نونِ ساکن کو عربی کے قاعدے سے زیر دے کر اس کے نونِ مکسور کو دوسرے ساکن حرف سے ملا کر پڑھا جاتا ہے جیسے لُمَزَةِ نِ الَّذِیْ وغیرہ۔

مُنَوَّن۔ اس حرف کو کہتے ہیں جس پر تنوین ہو۔

نونِ رسمی۔ ہر حالت میں متحرک اور ساکن دونوں ہو سکتا ہے، کلمے کے شروع میں بھی آتا ہے، درمیان اور آخر میں بھی آتا ہے، اسم، فعل اور حرف سب میں آتا ہے، پڑھا بھی جاتا ہے اور حرف کی شکل میں لکھا بھی جاتا ہے۔

تجوید۔ ہر حرف کو اس کے اصلی مخرج سے مع جمیع صفات ادا کرنا

لحن۔ غلطی کرنا، غلط پڑھنا

اِستِعاذہ۔ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ پڑھنا

بَسمَلہ۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ پڑھنا

مخرج۔ جس جگہ سے حرف نکلے اس کو مخرج کہتے ہیں۔

خیشوم۔ ناک کا بانسہ یعنی ناک کی جڑ کا اندرونی حصہ، یہ غنّے کا مخرج ہے۔

غُنّہ۔ وہ آواز جو خیشوم سے نکلے۔

صِفَت۔ حرف کی آواز، سخت، نرم، پست، بلند، پُر، باریک، جاری یا رُکی ہوئی وغیرہ۔

اِظہار۔ ہر حرف کو اس کے اصلی مخرج سے مع جمیع صفات بغیر کسی تغیر کے اصلی حالت سے ادا کرنا۔

اِدغام۔ ایک حرفِ ساکن کو دوسرے حرفِ متحرک میں ملا کر اس طرح پڑھنا کہ وہ دونوں حرف مل کر ایک ایسا مشدد حرف ہو جائے جو ایک ہی مرتبہ ادا ہو۔

مُدغَم۔ پہلا حرف (جس کو ملایا جائے)

مُدغَم فِیہ۔ دوسرا حرف (جس میں ملایا جائے)

مِثلَین۔ ایک ہی قسم کے دو حرف

مُتجانسین۔ ایک مخرج کے دو حرف

مُتقاربَین۔ ایسے دو حرف جن کا مخرج قریب قریب ہو

قلب۔ نونِ ساکن یا تنوین کو میم سے بدلنا

اِخفا۔ حرف کو اس کے اصلی مخرج سے ادا نہ کرنا، بلکہ پوشیدہ کر کے اس کی صرف صفتِ غنّہ کو بعد کے حرف سے ملا کر اس طرح پڑھنا کہ تشدید پیدا نہ ہونے پائے۔

مَد۔ حروفِ مَدّہ کی آواز کو دو چند یا سہ چند روایت کے موافق کھینچنا۔

قصر۔ مد نہ کرنا

حروفِ مدّہ۔ حروفِ مدّہ تین ہیں۔ الفؔ [1]، جس واؤِ ساکن [2] سے پہلے پیش اور جس یائے [3] ساکن سے پہلے زیر ہو، جیسے **اُوْتِیْنَا** وغیرہ۔

الف ہمیشہ ساکن بلا ضغطہ یعنی بغیر جھٹکے کے ادا ہوتا ہے، اس کے پہلے ہمیشہ زبر ہوتا ہے، اس پر جزم یا کوئی حرکت نہیں لکھی جاتی ، لہٰذا الف ہمیشہ مدہ ہوتا ہے کبھی غیر مدہ نہیں ہوتا۔

اگر واو اور یاء متحرک ہوں یا واو ساکن سے پہلے پیش اور یائے ساکن سے پہلے زیر نہ ہو تو یہ دونوں حرف غیر مدہ ہوتے ہیں۔

زبر، پیش اور زیر کو کھینچنے سے الف ، واوِ مدّہ اور یائے مدّہ پیدا ہوتے ہیں، اسی وجہ سے زبر کے موافق الف، پیش کے موافق واوِ مدّہ اور زیر کے موافق یائے مدّہ ہے۔

حروفِ لین۔ اگر واوِ ساکن اور یائے ساکن سے پہلے زبر ہو تو ان دونوں کو حروفِ لین کہتے ہیں جیسے واوِ **خَوْف** اور یائے **بَیْتُ** وغیرہ۔

وصل۔ ملا کر پڑھنا

وقف۔ کلمے کے آخری حرف متحرک کو ساکن کر کے، اگر آخر میں دو زبر ہوں تو الف سے، اگر گول تا (ۃ) ہو تو ہائے ساکنہ سے بدل کر آواز اور سانس توڑ کر آگے پڑھنے کی نیت سے تھوڑی دیر ٹھہرنا، اس کو 'سکتۂ طویلہ' بھی کہتے ہیں۔

اِعادہ۔ جہاں آیت یا وقف کی کوئی علامت نہ ہو اور وہاں سانس ٹوٹ جائے یا

رُک جائے تو وقف کر کے آگے پڑھنے کے لیے پڑھے ہوئے دو تین کلموں کو لوٹانا جیسے وَاتَّقُوْا یَوْماً لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئاً وَّلَا یُقْبَلُ پر وقف کر کے مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ پڑھنے کے لیے پھر وَلَا یُقْبَلُ سے لوٹانا۔

اسکان۔حرف کو اس طرح ساکن پڑھنا کہ اس میں حرکت کا شائبہ تک نہ رہے۔
اسکان تمام حرکات میں ہوتا ہے خواہ فتحہ ہو یا ضمہ یا کسرہ

اشمام۔حرفِ مضموم کو ساکن کر کے ہونٹوں کو غنچے کی طرح گول بنا کر ضمے کی طرف اشارہ کرنا۔اشمام صرف ضمے میں ہوتا ہے۔

رَوم۔حرکت کے تین حصوں میں سے ایک حصہ یعنی ⅓ حرکت ادا کرنا۔
رَوم ضمے اور کسرے میں ہوتا ہے۔فتحے میں قراء کے نزدیک مروی نہیں ہے۔

تسہیل۔ہمزہ کو ہمزہ کے مخرج اور ہمزہ کی حرکت کے موافق حرفِ مد کے مخرج کے درمیان سے ادا کرنا۔

تحقیق۔ہمزہ کو اس کے اصلی مخرج سے تمام صفات کے ساتھ ادا کرنا۔

اِبدال۔ہمزہ کو ما قبل کی حرکت کے موافق حرفِ مد سے بدلنا۔

اِمالہ۔اصطلاحِ تجوید میں اِمالے کے معنی فتحے کو کسرے کی طرف اور اس کے بعد کے الف کو یاء کی طرف مائل کر کے پڑھنا،جس سے فتحہ کسرۂ مجہول اور اس کے بعد کا الف یائے مجہول کے مانند ہو جائے۔

عربی میں ضمہ اور کسرہ اسی طرح واو اور یاء مجہول نہیں ہوتے جیسے اردو الفاظ ہوتا

اور لینا میں واو اور یاء کہ یہ مجہول ہیں، بلکہ معروف ہوتے ہیں، جیسے قابو اور پانی میں واو اور یاء معروف ہیں۔ پس ضمے اور کسرے کو ایسے ہی واو و یائے معروف کی نصف مقدار پڑھنا چاہیے اور ان کے صحیح ادا کرنے کا طریقہ اساتذہ سے سیکھ لیا جائے۔

سکتہ۔ وقف کے مثل آواز بند کر کے بغیر سانس توڑے تھوڑی دیر ٹھہرنا، اس کو 'سکتۂ لطیفہ' 'سکتۂ قلیلہ' اور 'سکتۂ قصیرہ' بھی کہتے ہیں۔

صِلہ۔ ہائے ضمیر اگر مضموم ہو تو اس کے بعد ایک واوِ ساکن اور اگر مکسور ہو تو اس کے بعد ایک یائے ساکن زیادہ کر کے پڑھنا، اس کو اشباع بھی کہتے ہیں۔

اشباع کے معنی حرکت کو اتنا کھینچنا کہ اس سے حرفِ مدّہ پیدا ہو جائے۔

پہلا باب

تجوید کی تعریف اور اس کے احکام

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ترتیل یعنی تجوید کے ساتھ قرآن شریف پڑھنے کا حکم فرمایا ہے، یعنی 'وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلاً' ترجمہ: قرآن کو ضرور ترتیل کے ساتھ پڑھئے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترتیل کے معنی 'تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ' بیان فرمائے ہیں، یعنی حرفوں کو ان کے مخرج اور صفات سے ادا کرنا اور وقف کے مواقع اور قاعدے پہچاننا۔

اگر قرآن شریف کو تجوید سے نہ پڑھا جائے تو غلطی ہوگی اور پڑھنے والا گنہگار ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کو تجوید سے پڑھنے کا حکم فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے

حکم کی تعمیل فرض ہے، پس تجوید کے خلاف قرآن شریف پڑھنے والا اللہ پاک کا نافرمان ہے اور جو خداوندِ پاک کی نافرمانی کرے وہ یقیناً گنہگار ہے۔

حدیث شریف میں ہے رُبَّ قَارِئٍ لِلْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُهٗ ' یعنی بعض لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت کرتا ہے، مطلب یہ ہے کہ جو شخص قرآن غلط پڑھے، اس پر خود قرآن ہی لعنت کرتا ہے، اس لیے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ قرآن شریف کو تجوید سے پڑھے تاکہ غلطی نہ ہو۔

غلطی کی دو قسمیں ہیں ایک لحن جلی، دوسری لحنِ خفی۔

لحن جلی ۔ بجائے ایک حرف کے دوسرا حرف یا بجائے حرکت کے سکون اور بجائے سکون کے حرکت یا بجائے زبر کے زیر یا پیش یا بجائے زیر کے زبر یا پیش یا بجائے پیش کے زبر یا زیر، یا زبر زیر اور پیش کو اتنا کھینچ کر پڑھنا کہ زبر سے الف، زیر سے یا اور پیش سے واو پیدا ہو جائے، یا ان حروف کو اس قدر جلد پڑھنا کہ یہ حروف پورے ادا نہ ہوں بلکہ آدھے رہ کر حرکت کے برابر ہو جائیں۔ یہ 'لحن جلی' اور قطعاً حرام ہے۔ اس طرح پڑھنا اور سننا دونوں ممنوع ہیں۔ لحن جلی کی اکثر صورتوں میں نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔

لحن خفی ۔ حروف کے بعض وہ صفات جن سے حروف میں خوبی اور زینت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ غیر ممیّزہ ہیں، یعنی ماہر قاریوں کے سوا مبتدی اور عام لوگ جن کو نہیں سمجھ سکتے، جیسے راء میں حد سے زیادہ تکریر کرنا یا بے محل غنّہ کرنا یا بجائے اظہار کے ادغام یا اخفاء اور بجائے ادغام یا اخفاء کے اظہار یا بجائے مد کے قصر اور بجائے قصر کے

مد یا مدود کی مقدار میں کچھ کمی یا زیادتی کرنا، یہ 'لحن خفی' ہے اور لحن جلی کی طرح حرام نہیں بلکہ مکروہ ہے۔

تجوید کی حقیقت۔ مخارج، صفات اور تمام قواعد کی رعایت کر کے ان دونوں قسم کی غلطیوں سے بچ کر قرآن شریف پڑھنے کا نام تجوید ہے۔

قرآن شریف کی صحت کا دارومدار انہی قواعد اور مخارج وصفات پر ہے۔ ان کو اچھی طرح یاد کر لینا چاہیے۔

سوالات

تجوید کی کیا تعریف ہے؟ تجوید کا حاصل کرنا اور اس کے خلاف قرآن شریف پڑھنا کیسا ہے؟ لحن جلی اور لحن خفی میں کیا فرق ہے اور ہر ایک کا کیا حکم ہے؟

دوسرا باب

اِستِعاذہ، بَسملہ، مخارج اور صفات

اِستِعاذہ اور بَسملہ

اِستعاذہ۔ قرآن شریف شروع کرنے سے پہلے استعاذہ ضروری ہے اور اس کے پسندیدہ الفاظ 'اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ' ہیں۔ اگرچہ ان کے علاوہ دوسرے الفاظ سے بھی جائز ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ انہیں الفاظ سے استعاذہ کیا جائے۔ اگر اثنائے قرأت میں کوئی اجنبی کلام کیا جائے اگرچہ سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو تو استعاذہ دہرانا چاہیے۔

بَسملہ۔ جب کوئی سورت شروع کی جائے تو چونکہ سورۂ توبہ کے سوا ہر سورت کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ لکھی ہوئی اور مروی ہے اس لیے ہر سورت کے شروع میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ' ضرور پڑھنا چاہیے اور سورۂ توبہ کے شروع میں چونکہ بسم اللہ نہیں لکھی گئی ہے اور مروی بھی نہیں ہے بلکہ ترکِ بسملہ کے بارے میں تصریح اور روایت وارد ہوئی ہے، اس لیے نہ پڑھنا چاہیے اور جب درمیانِ سورت سے پڑھنا شروع کیا جائے تو بسم اللہ کے بارے میں اختیار ہے، یعنی پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں جائز ہیں۔ ائمۂ محققین کے نزدیک سورۂ توبہ کے درمیان کا بھی یہی حکم ہے یعنی بسملہ کے بارے میں اختیار۔

شروعِ قرأت شروعِ سورت۔ جب قرأت کی ابتدا شروع سورت سے ہو تو اعوذ باللہ اور بسم اللہ دونوں پڑھنا چاہیے۔

اور پڑھنے میں اعوذ باللہ، بسم اللہ اور سورت ہر ایک کا وصل کر کے یعنی ملا کر یا ہر ایک کا فصل یعنی وقف کر کے یا ایک پر وقف اور دوسرے پر وصل یا پہلے وصل اور دوسرے پر وقف کر کے پڑھنا ہر طرح جائز ہے۔

پہلی صورت کو وصلِ کل، دوسری کو فصلِ کل، تیسری کو فصلِ اول وصلِ ثانی اور چوتھی کو وصلِ اول فصلِ ثانی کہتے ہیں۔

وصلِ کل۔ سب کا وصل کر کے یعنی ملا کر پڑھنا جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الٓمّٓ ○ اس کو وصلِ کل اور وِصل وِصل بھی کہتے ہیں۔ جب وصل کر کے یعنی ملا کر پڑھا جائے تو الرجیم اور الرحیم کے میم کو ساکن نہ پڑھنا چاہیے بلکہ دونوں جگہ میم کو زیر پڑھنا چاہیے اور وصل میں آواز اور سانس بھی نہ توڑنا چاہیے۔

فصلِ کل۔ سب کا فصل کر کے یعنی ہر ایک پر وقف کر کے پڑھنا جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ

مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ الٓمّٓ ○ اس کو فصلِ کل اور قِف وِقف بھی کہتے ہیں۔ جب فصل یعنی وقف کر کے اور ٹھہرا کر پڑھا جائے تو الرجیم اور الرحیم کے میم کو ساکن کر دیا جائے اور آواز بند کر کے سانس بھی توڑ دی جائے۔

فصلِ اوّل وصلِ ثانی۔ اعوذ باللہ کا فصل یعنی وقف کر کے اور بسم اللہ کو وصل یعنی سورت سے ملا کر پڑھنا، جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الٓمّٓ ○ اس کو فصلِ اول وصلِ ثانی اور قِف وَصِل بھی کہتے ہیں۔

وصلِ اول فصلِ ثانی۔ اعوذ باللہ کا وصل یعنی بسم اللہ سے ملا کر اور بسم اللہ کا فصل یعنی وقف کر کے پڑھنا جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ الٓمّٓ ○ اس کو وصلِ اول فصلِ ثانی اور صِل وقِف بھی کہتے ہیں۔

شروعِ سورت درمیانِ قرأت اور شروعِ قرأت اور درمیانِ سورت کے بیان میں بھی وصلِ کُل، فصلِ کل، فصلِ اول وصلِ ثانی اور وصلِ اول فصلِ ثانی کا یہی مطلب سمجھنا چاہیے کہ جہاں وصل ہو وہاں سب کو ملا کر اور ہر ایک حرف کی حرکت کو ظاہر کر کے بغیر آواز اور سانس توڑے، جہاں فصل ہو وہاں سب پر وقف کر کے اور آخر حرف کو ساکن کر کے آواز اور سانس دونوں کو توڑ کر تھوڑی دیر ٹھہر کر پڑھنا چاہیے۔

شروعِ سورت درمیانِ قرأت۔ اگر درمیانِ قرأت میں شروعِ سورت واقع ہو، تو چونکہ قرأت کا درمیان ہے، اس لیے اعوذ باللہ کا نہ پڑھنا تو ظاہر ہے لیکن سورت شروع ہے اس لیے 'سورۂ توبہ' کے سوا ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ ضرور پڑھنا چاہیے۔ اس وقت پہلی تین وجہیں یعنی وَصلِ کل، فصلِ کل، فصلِ اول وصلِ ثانی جائز ہیں

اور چوتھی صورت یعنی وصلِ اول فصلِ ثانی اس میں جائز نہیں ہے۔

یہاں چوتھی صورت کے جائز نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بسم اللہ کا تعلق شروعِ سورت سے ہے اور یہاں جب وصلِ اول فصلِ ثانی کر کے یعنی پہلی سورت کے آخر کو بسم اللہ سے ملا کر اور بسم اللہ کو دوسری سورت کے شروع سے فصل یعنی وقف کر کے پڑھا جائے گا تو بسم اللہ آخر سورت سے مل جائے گی اور شروعِ سورت سے جدا ہو جائے گی تو بسم اللہ کا تعلق آخر سورت سے معلوم ہوگا۔ اگر کسی سورت کو ختم کر کے سورۂ توبہ شروع کی جائے تو بغیر بسم اللہ کے وصل[1]، وقف[2] اور سکتہ[3] تینوں وجہیں جائز ہیں۔

شروعِ قرأت درمیانِ سورت۔ اگر ابتدائے قرأت درمیانِ سورت سے ہو تو استعاذہ ضروری ہے اور بسم اللہ کے بارے میں اختیار ہے۔ اگر بسم اللہ بھی پڑھی جائے تو صرف دو وجہیں یعنی فصلِ[1] کل اور وصلِ[2] اول فصلِ ثانی جائز ہیں اگر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو اعوذ باللہ پر وقف کر کے پڑھنا چاہیے۔ ہاں! اگر شروع میں اللہ پاک کا کوئی اسمِ مبارک نہ ہو تو اس صورت میں وصل بھی جائز ہے۔

اگر قرأت بلند آواز سے ہو تو اِستِعاذہ اور بَسملہ بھی بلند آواز سے، اگر قرأت آہستہ یا دل میں ہو تو اِستِعاذہ اور بَسملہ بھی آہستہ یا دل میں ہونا چاہیے۔

سوالات

اعوذ باللہ اور بسم اللہ دونوں کس صورت میں ضروری ہیں؛ شروعِ قرأت درمیانِ سورت کا کیا مطلب ہے؛ اس میں کتنی وجہیں پیدا ہوتی ہیں؛ کتنی جائز ہیں؛ تفصیل اور وضاحت کے ساتھ بیان کیجیے۔ اگر پڑھتے پڑھتے ایک سورت کو ختم کر کے کوئی دوسری سورت شروع کی جائے تو اس کے کیا احکام ہیں؛ اسی طرح اگر کسی سورت کو ختم کر کے سورۂ توبہ شروع کی جائے تو اس صورت میں کتنی وجہیں جائز ہیں، مدلل بیان کیجیے۔

مخارج

عربی میں کل حروف انتیس اور مخارج سترہ ہیں۔ مخارج مخرج کی جمع ہے، جس جگہ سے حرف نکلے اس کو مخرج کہتے ہیں۔ مخارج کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض نے چودہ، بعض نے سولہ اور بعض نے سترہ بیان کیے ہیں۔ اکثر نے اسی آخری قول کو اختیار کیا ہے، لیکن یہ رسالہ بالکل مبتدی اور ایسے طلبہ کے لیے لکھا گیا ہے جو عربی سے واقف نہ ہوں اس لیے، ہم اختلاف کی الجھنوں سے بچ کر آخری قول کے مطابق سترہ مخارج بیان کرتے ہیں۔

حلق میں تین مخرج ہیں۔ ا۔ شروعِ حلق (سینے کی طرف) ہمزہ اور ہاء کا مخرج
۲۔ درمیانِ حلق عین اور حاء کا مخرج ۳۔ آخرِ حلق غین اور خاء کا مخرج ہے

حلق کے چھ حرف ہیں اے مہ لقا ہمزہ ہاؤ عین حاؤ غین خا

منہ میں دس مخرج ہیں

ا۔ زبان کی جڑ اور تالو، قاف کا مخرج

۲۔ قاف کے مخرج سے ذرا باہر، کاف کا مخرج

۳۔ درمیانِ زبان اور تالو، جیم، شینِ معجمہ اور یاے غیر مدّہ کا مخرج ہے

ہے تعداد دانتوں کی کل تیس اور دو ثنایا ہیں چار اور رباعی ہیں دو دو
ہیں انیاب چار اور باقی رہے بیس کہ کہتے ہیں قراء اضراس سب کو
ضواحک ہیں چار اور طواحن ہیں بارہ نواجذ بھی ہیں ان کے بازو میں دو دو

۴۔ زبان کا کنارا اور اوپر کی ڈاڑھیں، ضادِ معجمہ کا مخرج

۵۔زبان کا کنارا اور ضاحک، ناب، رباعی اور ثنیہ کے مسوڑھے، لام کا مخرج

۶۔زبان کی نوک اور تالو، نون کا مخرج

۷۔نون کے مخرج سے ذرا اندر، راء کا مخرج

۸۔زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ، طاء دال اور تاء کا مخرج

۹۔زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا کنارا، ظاء، ذال اور ثاء کا مخرج

۱۰۔زبان کی نوک اور ثنایا سفلیٰ کا کنارا مع اتصالِ کنارۂ ثنایا علیا، زاء، سین اور صاد کا مخرج ہے۔

ہونٹوں میں دو مخرج ہیں۔

۱۔نیچے کی ہونٹ کی تری اور ثنایا علیا کا کنارا، فاء کا مخرج

۲۔دونوں ہونٹوں کی تری مل کر، باء کا مخرج، دونوں کی خشکی مل کر، میم کا مخرج اور دونوں ہونٹوں کے کنارے مل کر اور درمیان کھلا رہ کر، واوِ غیر مدّہ کا مخرج ہے۔

سولہواں مخرج جوف یعنی حلق، منہ اور ہونٹوں کے درمیان کی خالی جگہ، اس سے 'حروفِ مدّہ' نکلتے ہیں۔

حروفِ مدّہ تین ہیں۔الف، جس واوِ ساکن سے پہلے پیش اور جس یائے ساکن سے پہلے زیر ہو جیسے نُوۡحِیۡھَا وغیرہ۔

الف کبھی متحرک نہیں ہوتا ہمیشہ ساکن ہوتا ہے، اس کے پہلے ہمیشہ زبر ہوتا ہے اس پر جزم یا کوئی حرکت نہیں لکھی جاتی، لہٰذا الف ہمیشہ مدّہ ہوتا ہے، کبھی غیر مدّہ نہیں ہوتا۔

اگر واو اور یاء متحرک ہوں یا واوِ ساکن سے پہلے پیش اور یائے ساکن سے پہلے

زیر نہ ہو تو یہ دونوں 'حرفِ غیر مدّہ' ہوتے ہیں۔

جب واوِ ساکن اور یائے ساکن سے پہلے زبر ہو تو ان دونوں کو 'حروفِ لین' کہتے ہیں جیسے واوِ خَوْف اور یائے بَيْتُ وغیرہ۔

سترہواں مخرج خیشوم ناک کا بانسہ یعنی ناک کی جڑ کا اندرونی حصہ، اس سے غنّہ نکلتا ہے، خواہ غنّہ نون اور میم کی صفت ہو یا حرفِ فرعی یعنی وہ نونِ ساکن اور میمِ ساکن ہوں جن کا اخفاء یا ادغام بالغنّہ کیا جائے۔

سوالات

قاف اور کاف کے مخرج میں کیا فرق ہے؟ ضاد اور لام کے مخرج میں کیا فرق ہے؟ وضاحت سے بیان کیجئے، ضاد کا کیا مخرج ہے؟ اگر ضاد کو زبان کی نوک اور ثنایا علیا کے کناروں سے ادا کیا جائے تو صحیح ہوگا یا نہیں؟

صفات

صفت حرف کی ایک ایسی کیفیت اور حالت ہے جس سے ایک مخرج کے کئی حرفوں میں فرق ہو جاتا ہے۔

صفات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک لازمہ جو ہر حال میں حرف کو لازم ہو کبھی جدا نہ ہو اور حرف کی ذات میں اس طرح داخل ہو کہ اگر کسی حرف کی کوئی صفتِ لازمہ ادا نہ کی جائے تو وہ حرف صحیح نہ رہے یا خراب ہو جائے۔

دوسری قسم جس کا بیان آئندہ آئے گا، عارضہ، صفتِ عارضہ حرف کی ذات کو اس طرح لازم نہیں ہوتی کہ بغیر اس کے حرف غلط ہو جائے، بلکہ اس سے حرف میں رونق اور زینت پیدا ہوتی ہے اور یہ کسی نہ کسی سبب سے پیدا ہوتی ہے، جیسا کہ اس کے بیان میں معلوم ہوگا۔

صفاتِ لازمہ۔ وہ صفاتِ لازمہ جو مشہور اور حرف کی صحت کے لیے کافی ہیں سترہ ہیں اور ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک متضادہ اور دوسری غیر متضادہ۔

مُتَضَادَّہ۔ وہ صفت ہے جس کے مقابلے میں اور بالکل برعکس کوئی دوسری صفت یعنی ضد ہو۔

غیر مُتَضَادَّہ۔ وہ صفت ہے جس کے مقابلے میں اور بالکل برعکس کوئی دوسری صفت یعنی ضد نہ ہو۔

صفاتِ لازمہ متضادّہ۔ صفاتِ لازمہ متضادّہ دس ہیں۔ ان میں سے پانچ صفتیں پانچ کی ضد ہیں اور دونوں طرف سے تضاد ہے۔ یعنی ان دس صفات میں سے اگر کسی حرف میں کوئی ایک صفت پائی جائے تو اس حرف میں اس صفت کی ضد نہیں پائی جائے گی یا ایک صفت کی ضد کسی حرف میں پائی جائے تو اس حرف میں وہ صفت نہیں پائی جائے گی، اسی طرح اگر کسی حرف میں ان دس صفات میں سے کوئی پانچ صفتیں پائی جائیں تو اُس حرف میں ان پانچ صفتوں کی ضدیں نہیں پائی جائیں گی۔ پس ہر حرف میں ان دس صفات میں سے پانچ صفتوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

ہمسؔ۔ اس کے معنی ضعف کی وجہ سے آواز کا پست ہونا، جن حرفوں میں یہ صفت ہو ان کو مَهْمُوْسَہ کہتے ہیں اور یہ دس حرف ہیں، جن کا مجموعہ 'فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتَ' ہے، ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں اس قدر ضعف یعنی کمزوری سے ٹھہرے کہ سانس جاری اور آواز پست رہے، جیسے فَحَدِّثْ کی ثاء۔

جہرؔ۔ یہ ہمس کی ضد ہے، اس کے معنی قوت کی وجہ سے آواز کا بلند ہونا، جن حرفوں میں

یہ صفت ہوان کو **مَجْھُوْرَۃ** کہتے ہیں۔ حروفِ مجہورہ کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں اس قدر زور سے ٹھہرے کہ سانس رک جائے اور آواز بلند رہے جیسے **فَارْغَبْ** کی باء۔

حروفِ مہموسہ کے علاوہ تمام حروف مجہورہ ہیں۔

شِدَّت[۳]۔ اس کے معنی قوت کی وجہ سے آواز کا سخت ہونا، جن حرفوں میں یہ صفت ہو ان کو **شَدِیْدَۃ** کہتے ہیں اور یہ آٹھ حرف ہیں، جن کا مجموعہ '**اَجِدُ قَطٍّ بَکَت**' ہے ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں اس قدر سختی سے ٹھہرے کہ آواز فوراً بند ہو جائے اور سخت ہو، جیسے **مَتَابْ** کی باء۔

توسط۔ شدت اور شدت کی ضد رخاوت (رخو) کے درمیان ایک صفت توسط بھی ہے، اس کے حروف کو **مُتَوَسِّطَۃ** کہتے ہیں، جن کا مجموعہ '**لِنْ عُمَرْ**' ہے، ان حروف کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں نہ پوری قوت اور سختی سے ٹھہرتی ہے اور نہ پورے ضعف اور نرمی سے بلکہ شدت اور رخو کے درمیان ایک متوسط حالت ہوتی ہے، اس لیے ان حروف کی آواز نہ تو بالکل بند ہوتی ہے اور نہ بالکل جاری، بلکہ درمیانی حالت رہتی ہے، اسی وجہ سے ان حروف کی قوت میں کسی قدر کمی ہے، جیسے **اِغْفِرْ** کی راء۔

رِخْو[۴]۔ یہ شدت کی ضد ہے، اس کے معنی ضعف کی وجہ سے آواز کا نرم ہونا، جن حرفوں میں یہ صفت ہوان کو **رِخْوَۃ** کہتے ہیں، حروفِ رِخوہ کے ادا کرتے وقت آواز ان کے مخرج میں اس قدر نرمی سے ٹھہرے کہ آواز جاری اور نرم ہو جیسے **لَامِسَاسْ** کا سین۔

حروفِ شدیدہ و متوسطہ کے علاوہ سب رِخوہ ہیں۔

اِسْتِعْلاء[۵]۔ اس کے معنی بلندی اور اوپر چڑھنا، جن حرفوں میں یہ صفت ہوان کو

مُستَعلِیَہ کہتے ہیں اور یہ سات حرف ہیں جن کا مجموعہ 'خُصَّ ضَغطٍ قِظْ' ہے، ان حروف کے ادا کرتے وقت زبان کی جڑ کو اوپر اٹھ جانا چاہیے تا کہ ان کی آواز بھری ہوئی اور موٹی ہو کر نکلے جس کو حرف کا پُر ہونا کہتے ہیں جیسے طآئِعِین کی طا۔

اِستِفال[6]۔ یہ استعلاء کی ضد ہے، اس کے معنی نیچے رہنا، نیچے ہونا، جن حرفوں میں یہ صفت ہو ان کو مُستَفِلَہ کہتے ہیں۔ حروفِ مستفلہ کے ادا کرتے وقت زبان کی جڑ اوپر نہ اٹھے تا کہ ان کی آواز ہلکی پھلکی نکلے، جس کو حرف کا باریک ہونا کہتے ہیں جیسے توّابًا کی تاء۔

حروف مستعلیہ کے علاوہ سب مستفلہ ہیں۔

اِطبَاق[7]۔ اس کے معنی نیچے اوپر تہ کرنا اور مطابق کرنا، جن حرفوں میں یہ صفت ہو ان کو مُطبَقَہ کہتے ہیں اور یہ چار حرف ہیں، یعنی صاد، ضاد، طاء اور ظاء۔ ان حروف کے ادا کرتے وقت زبان کا درمیانی حصہ تالو سے اس طرح مل جائے جس طرح نیچے اوپر کسی چیز کی تہ ہوتی ہے، گویا زبان کا درمیانی حصہ تالو سے ڈھکا رہے، جیسے مُضغَۃً کا ضاد۔

جن حرفوں میں صفتِ اطباق ہے ان میں صفتِ استعلاء لازم ہے، کیونکہ جب زبان کا درمیانی حصہ اوپر اٹھ کر تالو سے ملے گا تو زبان کی جڑ بھی اوپر کی طرف ضرور اٹھے گی، لیکن جن حرفوں میں صفتِ استعلاء ہے ان سب میں صفتِ اطباق کا ہونا ضروری نہیں ہے کیوں کہ درمیانِ زبان بغیر اوپر اٹھے جڑ اوپر اٹھ سکتی ہے، پس 'خُصَّ ضَغطٍ قِظْ' میں سے چار حروف یعنی صاد، ضاد، طاء اور ظاء میں استعلاء اور اطباق دونوں صفتیں ہیں اور تین حروف یعنی خا، غین اور قاف میں صرف استعلاء ہے اطباق نہیں ہے بلکہ اطباق کی ضد ہے، جس کا بیان ذیل میں آتا ہے۔

اِنْفِتَاح [8]۔ یہ اطباق کی ضد ہے، اس کے معنی کھلنا، کھلا رہنا، جن حرفوں میں یہ صفت ہو ان کو مُنفَتِحَہ کہتے ہیں۔ حروفِ منفتحہ کے ادا کرتے وقت درمیانِ زبان تالو سے جدا رہے گویا زبان کا درمیانی حصہ کھلا رہے، جیسے اَنْعَمْتَ کے حروف۔

حروفِ مطبقہ کے سوا سب مُنفَتِحَہ ہیں۔

اِذْلَاق [9]۔ اس کے معنی کنارے سے نکلنا، جن حرفوں میں یہ صفت ہو ان کو مُذْلِقَہْ کہتے ہیں اور یہ چھ حرف ہیں، جن کا مجموعہ 'فَرَّ مِنْ لُبِّ' ہے۔

یہ حروف زبان یا ہونٹوں کے کنارے سے بآسانی ادا ہوتے ہیں، ان حرفوں کو مخرج کی مضبوطی اور جماو سے ادا نہ کرنا چاہیے ورنہ یہ حروف سہولت سے ادا نہ ہوں گے بلکہ ان کو ان کے مخرج سے اس طرح ادا کرنا چاہیے کہ ان کے مخرج پر کسی قسم کا جماو اور بار نہ ہو، جیسے مَالِک کا میم۔

اِصْمَات [10]۔ یہ اذلاق کی ضد ہے، جن حرفوں میں یہ صفت ہو ان کو مُصْمِتَہْ کہتے ہیں۔ اصمات کے معنی خاموش، چپ اور باز رہنا۔

چوں کہ حروفِ مصمتہ زبان یا ہونٹوں کے کنارے سے ادا نہیں ہوتے، اس لیے اپنے مخرج سے بہت جم کر اور مضبوطی سے ادا ہوتے ہیں، اسی لیے ان حروف کے ادا کرتے وقت زبان پر کچھ بار اور بھاری پن ہوتا ہے۔

اگر یہ حروف اپنے مخرج سے خوب جما کر ادا نہ کیے جائیں تو صاف ادا نہیں ہو سکتے، اسی ثقالت، بار، جم کر اور بھاری پن سے ادا ہونے کے باعث عربی میں چار اور پانچ حرف والا کوئی کلمہ ایسا نہیں بنایا جاتا جس میں تمام حروف مصمتہ ہوں بلکہ چار یا پانچ حرف والے کلمے میں

حروفِ مصمتہ کے ساتھ حروفِ مذلقہ میں سے بھی ایک دو حرف کا ہونا ضروری ہے تا کہ تلفظ کے وقت زبان پر ثقالت اور بھاری پن نہ ہو۔

ہم مبتدیوں کی وجہ سے اس کے متعلق زیادہ گہرا اور دقیق مضمون نہیں لکھ سکتے، خلاصے کے طور پر اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ چوں کہ عربی میں چو حرفی اور پنج حرفی کلمات کا خاص حروفِ مصمتہ سے بنانا ممنوع ہے اس لیے ان کو مصمتہ کہتے ہیں۔

حروفِ مذلقہ کے علاوہ سب مصمتہ ہیں۔ بہر حال حروفِ مذلقہ کی ادا میں سہولت اور حروفِ مصمتہ کی ادا میں مخرج پر جماو مقصود ہے۔

یہاں تک صفاتِ لازمہ متضادہ یعنی ضد والے صفات کا بیان تھا، ہمس کی ضد جہر، شدت کی ضدت رخاوت، استعلاء کی ضد استفال، اطباق کی ضد انفتاح اور اذلاق کی ضد اصمات ہے، پس ہر حرف میں ان دس صفات میں سے پانچ صفات کا پایا جانا ضروری ہے۔

صفاتِ لازمہ غیر متضادہ۔ ذیل میں ان سات صفات کا بیان ہے جن کی اصطلاحِ تجوید میں کوئی ضد نہیں ہے، ان سات صفات کو مفردہ بھی کہتے ہیں، ان میں سے بعض صفتیں بعض حروف میں پائی جاتی ہیں۔

صفیر[1]۔ صفیر اُس آواز کو کہتے ہیں جو تیز اور سیٹی کے مثل ہو، جن حرفوں میں یہ صفت ہو ان کو صَفِیرِیَہ کہتے ہیں، جو صاد، زا اور سین ہیں۔ ان حروف کے ادا کرتے وقت سیٹی کے مثل تیز آواز نکلنا چاہیے، جیسے بِئْسَ کا سین۔

قَلْقَلَہ[2]۔ اس کے معنی سخت جنبش، اس کے حروف 'قُطُبُ جَدٍّ' میں مرکب ہیں، جب یہ حروف ساکن ہوں تو ان کے ادا کرتے وقت مخرج میں سخت جنبش کے ساتھ آواز

لوٹتی ہوئی ظاہر ہونا چاہیے لیکن تشدید یا حرکت کے مثل نہ ہو جائے، جیسے حَسَد کا دال۔

لین[3]۔ اس کے معنی نرم ہونا، اس کے صرف دو حروف ہیں، جیسا کہ تشریحِ اصطلاحات میں گذرا حروفِ لین کو ان کے مخرج سے، اس قدر نرمی سے ادا کرنا چاہیے کہ اگر کہیں مد کا قاعدہ پایا جائے اور ان میں مد کرنا چاہیں تو مد ہو سکے جیسے واوِ فَوْقِ اور یائے بَیْتُ۔

انحراف[4]۔ اس کے معنی پھرنا، جن حرفوں میں یہ صفت ہو ان کو مُنْحَرِفَه کہتے ہیں جو راء اور لام ہیں۔ راء کے ادا کرتے وقت آواز لام کے مخرج کی طرف اور لام کے ادا کرتے وقت راء کے مخرج کی طرف پھرتی ہے، لیکن اس قدر زیادہ انحراف نہ ہو جائے کہ بجائے راء کے لام اور بجائے لام کے راء ہو جائے، جیسا کہ بعض توتلے بچوں سے ہو جاتا ہے کہ وہ، واقف نہ ہونے کی وجہ سے راء میں اس قدر زیادہ انحراف کر دیتے ہیں کہ بجائے راء کے لام ادا ہوتا ہے۔

تفشّی[5]۔ اس کے معنی پھیلنا، یہ صفت صرف شینِ معجمہ میں ہے۔ یعنی اس کے ادا کرتے وقت اس کے مخرج میں آواز پھیلتی ہے۔ جیسے غَوَاش کا شین۔

اِستِطالت[6]۔ اس کے معنی دراز ہونا، یہ صفت صرف ضادِ معجمہ میں ہے، اس کے ادا کرتے وقت آواز اس کے شروعِ مخرج سے آخرِ مخرج تک آہستہ اور بتدریج نکلے یعنی پورے مخرج پر آواز دفعۃً اور ایک دم نہ پہنچ جائے بلکہ شروع سے آخر تک آہستہ آہستہ پہنچے تا کہ حروفِ مدّہ کی درازی کے مانند اس کی آواز میں بھی درازی رہے، جیسے وَلَا الضَّآلِّیْن کا ضاد۔

تکریر[7]۔ اس کے معنی مکرر، بار بار اور دوبارہ ہونا، یہ صفت رائے مہملہ میں ہے، اس کے ادا کرتے وقت زبان کو اس کے مخرج میں ایسا رعشہ رہتا ہے کہ بار بار

مخرج میں لگتی اور علاحدہ ہوتی ہے، لیکن اس کی زیادتی سے بچنا چاہیے ورنہ اگر تکریر زیادہ ہوجائے گی تو بجائے ایک راء کے کئی راء ادا ہوں گی اور اگر تکریر بالکل ادا نہ کی جائے تو راء، واو کے مثل ہو جائے گی، جیسا کہ بعض لوگوں سے ہو جاتا ہے۔

تنبیہ۔ ہم نے مبتدیوں کی سہولت کی وجہ سے صفات کی صرف تعریف پر اکتفا کرتے ہوئے ادا کرنے کے طریقے کی طرف کسی قدر اشارے کردیے ہیں۔ لیکن صفت ایک کیفیت کا نام ہے جو عبارت اور الفاظ میں بیان کرنے سے سمجھ میں نہیں آسکتی، طلبہ کو چاہیے کہ ماہر استاذ سے سن کر اچھی طرح مشق کرلیں۔

مبتدیوں کی وجہ سے مخارج کے اختلافات بیان نہیں کیے گئے، اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ عربی میں انتیس حروف ہیں تو انتیس ہی مخارج بھی ہیں، صرف شدتِ قرب کی وجہ سے بعض دو دو اور تین تین حرفوں کا مخرج ایک قرار دے دیا گیا ہے، اسی وجہ سے ائمہ میں اختلاف ہوا ہے۔ بعض نے فرق نہیں کیا اور بعض نے اپنی باریکیِ نظر کی وجہ سے فرق کردیا۔ مبتدیوں کو ان دقیق اور باریک مسائل میں نہ پڑنا چاہیے اور جس طرح ہم نے سادہ طریقے پر مخارج اور صفات بیان کیے ہیں، ان کو یاد کرکے مشق کرلینا چاہیے۔

جس قدر صفات اور اُن صفات کے جو حروف لکھے گئے ہیں، ان کو اور تمام صفات کی ضدوں کو اچھی طرح یاد کرلیں اور جس طرح ہم ذیل میں صفات کا ایک نقشہ لکھتے ہیں اسی طرح متعدد نقشے خود لکھیں تاکہ صفات بالکل ازبر ہوجائیں۔

نقشہ اس طرح مرتب کریں کہ زبانی سوچتے جائیں اور جس حرف کے صفات لکھنا ہوں اُس حرف کو پہلے صفتِ ہمس کے حرفوں میں تلاش کریں، اگر وہ حرف

ہمس کے حرفوں میں ہو تو اس کے مقابل کے خانے میں ہمس لکھیں، اگر ہمس کے حرفوں میں نہ ہو تو ہمس کی ضد جہر لکھیں۔

اس کے بعد شدت کے حرفوں میں تلاش کریں، اگر شدت کے حرفوں میں ہو تو شدت ورنہ توسط اور اگر توسط کے حرفوں میں بھی نہ ہو تو شدت کی ضد رخاوت لکھیں۔

اس کے بعد استعلاء کے حرفوں میں تلاش کریں، اگر استعلاء کے حرفوں میں ہو تو استعلاء ورنہ استعلاء کی ضد استفال لکھیں۔

اس کے بعد اطباق کے حرفوں میں تلاش کریں، اگر اطباق کے حرفوں میں ہو تو اطباق ورنہ اطباق کی ضد انفتاح لکھیں۔

اس کے بعد اذلاق کے حرفوں میں تلاش کریں، اگر اذلاق کے حرفوں میں ہو تو اذلاق ورنہ اذلاق کی ضد اصمات لکھیں۔

اس کے بعد صفاتِ غیر متضادہ میں سے جس حرف میں جو صفت ہو اُس صفت کے حرفوں میں اُس حرف کو تلاش کرتے جائیں اور لکھتے جائیں۔

اگر کسی حرف میں ان صفاتِ غیر متضادہ میں سے کوئی صفت نہ ہو تو چونکہ ان کی کوئی ضد نہیں ہے، اس لیے کوئی ضد نہ لکھیں۔

نقشہ مرتب کرتے وقت ہر صفت کے حرفوں کو اس طرح سوچیں کہ جن جن صفات کے حروف کا مجموعہ لکھا گیا ہے، ان کو زبانی یاد کرلیں اور ہر حرف کی صفت لکھتے وقت ترتیب وار اُن مجموعوں کو پڑھتے جائیں، پس جس صفت کے حرفوں کے مجموعے میں وہ حرف ہو اُس میں وہی صفت لکھیں، اگر اس مجموعے میں نہ ہو تو اُس صفت کی ضد لکھیں

لیکن پہلے تمام صفات کو مع اُن کی ضد اور حروف کے زبانی یاد کرلیں اور زبانی سوچ سوچ کر نقشہ بنائیں، اگر دیکھ دیکھ کر نقشہ بنائیں گے تو کچھ فائدہ نہیں ہوسکتا اور صفات بھی یاد نہیں ہوسکتے۔ نقشہ ملاحظہ ہو۔

شمار	حروف	صفات							
۱	ا	جہر	رخو	استفال	انفتاح	اصمات			مدیت
۲	ء	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اصمات			
۳	ہ	ہمس	رخو	استفال	انفتاح	اصمات			
۴	ع	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اصمات			
۵	ح	ہمس	رخو	استفال	انفتاح	اصمات			
۶	غ	جہر	رخو	استعلاء	انفتاح	اصمات			
۷	خ	ہمس	رخو	استعلاء	انفتاح	اصمات			
۸	ق	جہر	شدت	استعلاء	انفتاح	اصمات	قلقلہ		
۹	ک	ہمس	شدت	استفال	انفتاح	اصمات			
۱۰	ج	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	قلقلہ		
۱۱	ش	ہمس	رخو	استفال	انفتاح	اصمات	تفشی		
۱۲	ی	جہر	رخو	استفال	انفتاح	اصمات	لین		مدیت
۱۳	ض	جہر	رخو	استعلاء	اطباق	اصمات	استطالت		
۱۴	ل	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	انحراف		

۱۵	ن	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق			غنّہ
۱۶	ر	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق	انحراف	تکریر	
۱۷	ط	جہر	شدت	استعلاء	اطباق	اصمات	قلقلہ		
۱۸	د	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اصمات	قلقلہ		
۱۹	ت	ہمس	شدت	استفال	انفتاح	اصمات			
۲۰	ظ	جہر	رخو	استعلاء	اطباق	اصمات			
۲۱	ذ	جہر	رخو	استفال	انفتاح	اصمات			
۲۲	ث	ہمس	رخو	استفال	انفتاح	اصمات			
۲۳	ص	ہمس	رخو	استعلاء	اطباق	اصمات	صفیر		
۲۴	ز	جہر	رخو	استفال	انفتاح	اصمات	صفیر		
۲۵	س	ہمس	رخو	استفال	انفتاح	اصمات	صفیر		
۲۶	ف	ہمس	رخو	استفال	انفتاح	اذلاق			
۲۷	ب	جہر	شدت	استفال	انفتاح	اذلاق	قلقلہ		
۲۸	م	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اذلاق			غنّہ
۲۹	و	جہر	رخو	استفال	انفتاح	اصمات	لین		مدیت

سوالات

صفت کس کو کہتے ہیں؛ جن حرفوں میں صفتِ ہمس اور صفتِ شدت ہوان کو کس طرح ادا کرنا چاہیے اور وہ کون کونسے حروف ہیں؛ جب صاد، زاء اور سین کا ایک ہی مخرج ہے تو ان تینوں حرفوں میں فرق کس طرح ہوگا؛ اسی طرح طا، دال، تا اور ظا، ذال اور ثا ہیں؛ جن حرفوں میں صفتِ رخو ہوان کو کس طرح

اداکرنا چاہیے اور وہ کتنے اور کون کون سے حروف ہیں؛ اگر کسی حرف کی کوئی صفتِ لازمہ ادانہ کی جائے تو کیا قباحت ہے؛ خ، ج، س، ط، ع، ذ، ق، ر، ش اور ل کے صفاتِ لازمہ کون کونسے ہیں؛ طاء، دال اور تاء کون کونسے صفات میں مشترک اور کون کونسی صفت کے ذریعے ایک دوسرے سے ممتاز ہیں؛

صفاتِ عارضہ

صفتِ عارضہ حرف کی ذات میں داخل اور اُس کو اس طرح لازم نہیں ہوتی کہ بغیر اس کے حرف غلط ہوجائے بلکہ کسی نہ کسی سبب سے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ ذیل میں معلوم ہوگا۔ اس سے حرف میں صرف رونق اور زینت پیدا ہوتی ہے۔

صفاتِ عارضہ کی دو قسمیں ہیں۔

ایک وہ صفت جو کسی صفتِ لازمہ کی وجہ سے پیدا ہو جیسے کسی حرف کا پُر یا باریک ہونا صفتِ استعلاء کی وجہ سے حرف پُر اور صفتِ استفال کی وجہ سے حرف باریک ہوتا ہے۔

دوسری وہ صفت جو کسی حرف کے ملنے سے پیدا ہو۔

یہاں ہم صفاتِ عارضہ کے صرف بعض اقسام یعنی پُر ہونا، باریک ہونا، ادغام، قلب، اخفاء، اور مد بیان کرتے ہیں اور بعض وہ اقسام جو روایتِ سیدنا حفصؒ کی تکمیل کے لیے ضروری ہیں یعنی سکتہ، تسہیل، ابدال، اشمام، رَوم اور بعض جزئیاتِ حفصؒ کو خاتمۂ کتاب میں بیان کر کے رسالے کو ختم کردیں گے۔

حرف کو پُر اور باریک پڑھنا

حروفِ مستعلیہ ہمیشہ اور ہر حال میں پُر پڑھے جاتے ہیں، کبھی باریک نہیں ہوتے اور حروفِ مستفلہ سب باریک ہوتے ہیں، لیکن الف، واو، لفظِ اللّٰہ کا لام اور راء کبھی پُر اور کبھی باریک ہوتے ہیں۔

الف اور واوِ مدّہ سے پہلے کا حرف اگر پُر ہو تو یہ دونوں حرف بھی پُر ہوں گے ورنہ باریک، جیسے قَالَ اور یَسْطُوْنَ وغیرہ۔

لفظ اللہ سے پہلے زبر یا پیش ہو تو لفظِ اللہ کے دونوں لام پُر پڑھے جائیں گے جیسے اِنَّ اللّٰہَ اور قَالُوا اللّٰھُمَّ وغیرہ۔

سَیَقُوْلُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَاوَلّٰهُمْ کا لام چونکہ لفظِ اللہ کا نہیں ہے، اس لیے باریک ہوگا۔

اگر لفظِ اللہ سے پہلے زیر ہو تو دونوں لام باریک پڑھے جائیں گے، جیسے لِلّٰہِ اور بِاللّٰہِ وغیرہ۔

راء پر زبر یا پیش ہو تو پُر اور اگر زیر ہو تو باریک ہوگی، جیسے رَؤُفٌ، رُبَمَا، وَرِیْشًا وغیرہ

اگر راء ساکن ہو اور اس کے پہلے زبر یا پیش ہو تو پُر ہوگی جیسے فَرْدًا اور قُرْآن وغیرہ

اگر رائے ساکن سے پہلے اصلی زیر ایک ہی کلمے میں ہو اور اُس راء کے بعد حرفِ مستعلیہ اُسی کلمے میں نہ ہو تو باریک ہوگی، جیسے فِیْ مِرْیَةٍ

اگر رائے ساکن سے پہلے زیر عارضی ہو یا دو کلموں میں ہو یا رائے ساکن کے بعد کوئی حرف مستعلیہ اُسی کلمے میں آئے تو پُر ہوگی جیسے اِرْجِعُوا، رَبِّ ارْجِعُوْنِ، فِرْقَةٌ وغیرہ، لیکن فَکَانَ کُلُّ فِرْقٍ کی راء کو پُر اور باریک پڑھنا دونوں طرح جائز ہے۔

جس رائے ساکن سے پہلے اصلی زیر ایک کلمے میں ہو اور حرفِ مستعلیہ اُس کے بعد دوسرے کلمے میں ہو تو وہ راء باریک ہوگی، جیسے فَاصْبِرْ صَبْرًا

جس راء پر وقف بالاسکان یا بالاشمام کیا جائے اور اس سے پہلے ساکن غیر یاء ہو اور اُس ساکن سے پہلے زبر یا پیش ہو تو وہ راء پُر ہوگی جیسے تَأْكُلُهُ النَّارُ اور لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ

اگر زیر ہو تو باریک ہوگی جیسے وَلاَ بِكْرٌ

اگر وقف بالرّوم کیا جائے تو رائے مضموم پُر اور مکسور باریک ہوگی، جیسے وَلَيْسَ الْبِرُّ اور مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ

اگر رائے ساکن سے پہلے یائے ساکن ہو تو باریک ہوگی جیسے خَيْرٌ اور خَبِيْرٌ

جس راء میں امالہ کیا جائے وہ باریک ہوگی، جیسے مَجْرٖىهَا

رائے مشدد ایک راء کے حکم میں ہے اگر مفتوح یا مضموم ہو تو دونوں راء پُر اور اگر مکسور ہو تو دونوں باریک ہوں گی، پہلی دوسری کے تابع ہوگی۔ جیسے جَانِبِ الْبِرِّ ، وَلَيْسَ الْبِرُّ

تنبیہ۔ کسی حرف کو اِس قدر پُر پڑھنا کہ اُس کا زبر پیش کے مانند اور اُس کے بعد اگر الف ہو تو وہ الف واو کے مانند، یا کسی باریک حرف کو اس قدر باریک پڑھنا کہ اُس کا زبر اور الف امالے کے مانند ہو جائے یہ افراط اور تفریط تجوید کے خلاف ہے اس سے بچنا چاہیے اور اس کے صحیح ادا کرنے کا طریقہ اساتذہ سے سن کر اچھی طرح مشق کر لینا چاہیے۔

سوالات

حرف کے پُر کرنے کا کیا طریقہ ہے ؟ اور وہ کون کونسے حروف ہیں جو ہمیشہ پُر ہوتے ہیں ؟ جس راء میں امالہ کیا جائے وہ پُر ہوگی یا باریک ؟ فِرق کی راء پُر ہوگی یا باریک ؟ اگر پُر پڑھی جائے تو کس قاعدے سے اور اگر باریک پڑھی جائے تو اس کی کیا وجہ ہے ؟ اُولِي الْاِرْبَةِ کی راء پُر ہوگی یا باریک ؟ جس راء پر وقف بالروم کیا جائے وہ پُر ہوگی یا باریک ؟ اگر پُر ہوگی تو کس حالت میں اور اگر باریک ہوگی تو کب ؟

وہ صفاتِ عارضہ جو کسی حرف کے ملنے سے پیدا ہوتے ہیں

جو صفاتِ عارضہ کسی حرف کے ملنے سے پیدا ہوتے ہیں، حسبِ ذیل ہیں، ادغام، قلب، اخفاء، مد، تسہیل، ابدال، اشمام، رَوم، صورتِ نقل اور حرکت وسکون۔

یہاں ہم مذکورۂ بالا صفاتِ عارضہ میں سے صرف وہ صفات بیان کرتے ہیں جو بطورِ قاعدۂ کلّیہ ہر جگہ آتے ہیں، یعنی ادغام، قلب، اخفاء اور مد۔

باقی صفاتِ عارضہ چونکہ قاعدۂ کلیہ کے طور پر ہر جگہ نہیں آتے، اس لیے ان کو جزئیات کے عنوان سے علاحدہ بیان کردیں گے۔

نونِ ساکن اور تنوین کے احکام

نونِ ساکن اور تنوین کے چار قاعدے ہیں۔ اظہار[1]، ادغام[2] قلب[3] اور اخفاء[4]۔

اگرچہ ہم اظہار، ادغام، قلب اور اخفاء کی تعریف مقدمۂ اصطلاحات میں لکھ چکے ہیں لیکن یہاں ان احکام کے سلسلے کی وجہ سے پھر لکھ دیں گے۔

ا۔ اگر نونِ ساکن یا تنوین کے بعد حروفِ حلقی میں سے کوئی حرف آئے تو اظہار ہوگا حروفِ حلقی چھ ہیں ءِ[1] ہَ[2] عَ[3] حَ[4] غَ[5] خَ[6]

اظہار کے معنی ہر حرف کو اس کے اصلی مخرج سے مع جمیع صفات بغیر کسی تغیر کے اصلی حالت سے ادا کرنا، جیسے مَنْ اٰمَنَ ، عَذَابٌ اَلِیْمٌ، اور مِنْھُمْ وغیرہ۔

مشقی سوالات مع جوابات

سوال۔ مَن اٰمَنَ میں کیا قاعدہ ہے؟
جواب۔ نونِ ساکن کا اظہار
سوال۔ کیوں؟
جواب۔ اس لیے کہ نونِ ساکن کے بعد ہمزہ ہے، ہمزہ حروفِ حلقی میں سے ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر نونِ ساکن یا تنوین کے بعد حروفِ حلقی میں سے کوئی حرف آئے تو اظہار ہوگا۔
سوال۔ عَذَابٌ اَلِیْمٌ میں کیا قاعدہ ہے؟
جواب۔ تنوین کا اظہار
سوال۔ کیوں؟
جواب۔ اس لیے کہ تنوین کے بعد ہمزہ ہے، ہمزہ حروفِ حلقی میں سے

ہےاور قاعدہ یہ ہے کہ اگر نونِ ساکن یا تنوین کے بعد حروفِ حلقی میں سے
کوئی حرف آئے تو اظہار ہوگا۔

سوال۔ وَانْحَرْ میں کیا قاعدہ ہے؟

جواب۔ نونِ ساکن کا اظہار

سوال کیوں؟

جواب۔ اس لیے کہ نونِ ساکن کے بعد حا ہے، حا حروفِ حلقی میں سے ہے
اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر نونِ ساکن یا تنوین کے بعد حروفِ حلقی میں سے
کوئی حرف آئے تو اظہار ہوگا۔

سوال۔ نَارٌ حَامِيَه، میں کیا قاعدہ ہے؟

جواب۔ تنوین کا اظہار

سوال۔ کیوں؟

جواب۔ اس لیے کہ تنوین کے بعد حا ہے، حا حروفِ حلقی میں سے ہے
اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر نونِ ساکن یا تنوین کے بعد حروفِ حلقی میں سے کوئی
حرف آئے تو اظہار ہوگا۔

۲۔ اگر نون ساکن یا تنوین کے بعد 'یَرْمَلُوْن' کے حرفوں میں سے کوئی حرف آئے تو ادغام ہوگا

ادغام کے معنی ایک حرفِ ساکن کو دوسرے حرفِ متحرک میں ملا کر اس طرح پڑھنا
کہ وہ دونوں حرف مل کر ایک ایسا مشدد حرف ہو جائے جو ایک ہی مرتبہ ادا ہو۔
پہلے حرف (جس کو ملایا جائے) کو مدغم اور دوسرے حرف (جس میں ملایا جائے) کو
مدغم فیہ کہتے ہیں۔

ادغام کی دو قسمیں ہیں تام[1] اور ناقص[2]۔

اگر مدغم بالکل مدغم فیہ کے مثل ہو جائے تو ادغام تام ہوگا ورنہ ناقص۔

ادغامِ تام چار حروف یعنی ر، ل، م اور ن میں ہوتا ہے جیسے مِن رَّبِّهِمْ، مِن لَّدُنكَ
مِن مَّاءٍ، مَن نَّشَاءُ، مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ، هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ، صِرَاطٌ مُّسْتَقِيم
اور حِطَّةٌ نَّغْفِرْ وغیرہ۔

ادغامِ ناقص صرف دو حروف یعنی و اور ی میں ہوتا ہے، جیسے مِن وَّال، مَن يَّشَاءُ،

جَنّٰتٍ وَّعُيُونٍ اور لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ وغیرہ۔

نون کے علاوہ باقی حرفوں میں ادغام کے لیے شرط یہ ہے کہ مدغم اور مدغم فیہ دو کلموں میں ہوں، اگر دونوں ایک ہی کلمے میں ہوں تو ادغام نہ ہوگا جیسے قِنْوَانٌ، صِنْوَانٌ، بُنْيَانٌ اور دُنْيَا۔

بروایتِ حفصؒ یٰسٓ والقرآن اور نٓ وَالْقَلَم میں بھی اظہار ہی مروی ہے، ادغام نہیں ہے۔

مشقی سوالات مع جوابات

سوال۔ مِن لَّدُنْكَ میں کیا قاعدہ ہے؟
جواب۔ نونِ ساکن کا ادغامِ تام
سوال۔ کیوں؟
جواب۔ اس لیے کہ نونِ ساکن کے بعد لام ہے اور لام یرملون کے ان چار حرفوں میں سے ہے جن میں نونِ ساکن اور تنوین کا ادغام تام ہوتا ہے۔
سوال۔ خَيْرٌ لَّكُمْ میں کیا قاعدہ ہے؟
جواب۔ تنوین کا ادغامِ تام
سوال۔ کیوں؟
جواب۔ اس لیے کہ تنوین کے بعد لام ہے اور لام یرملون کے ان چار حرفوں میں سے ہے جن میں نونِ ساکن اور تنوین کا ادغام تام ہوتا ہے۔
سوال۔ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ میں کیا قاعدہ ہے؟
جواب۔ تنوین کا ادغامِ تام
سوال۔ کیوں؟
جواب۔ اس لیے کہ تنوین کے بعد میم ہے اور میم یرملون کے ان چار حرفوں میں سے ہے جن میں نونِ ساکن اور تنوین کا ادغام تام ہوتا ہے۔
سوال۔ مَن نَّشَاءُ میں کیا قاعدہ ہے؟
جواب۔ نونِ ساکن کا ادغامِ تام
سوال۔ کیوں؟
جواب۔ اس لیے کہ نونِ ساکن کے بعد نون ہے اور نون یرملون کے ان چار حرفوں میں سے ہے جن میں نونِ ساکن اور تنوین کا ادغام تام ہوتا ہے
سوال۔ وہ چار حروف جن میں نونِ ساکن اور تنوین کا ادغام ہوتا ہے کون کونسے ہیں؟
جواب۔ راء، لام، میم اور نون
سوال۔ مَن يَّشَاءُ میں کیا قاعدہ ہے؟

جواب۔ نونِ ساکن کا ادغامِ ناقص
سوال۔ کیوں؟
جواب۔ اس لیے کہ نونِ ساکن کے بعد یاء ہے اور یاء یرملون کے ان دو حرفوں میں سے ہے۔ جن میں نونِ ساکن اور تنوین کا ادغامِ ناقص ہوتا ہے۔
سوال۔ من وَّال میں کیا قاعدہ ہے؟
جواب۔ نونِ ساکن کا ادغامِ ناقص
سوال۔ کیوں؟
جواب۔ اس لیے کہ نونِ ساکن کے بعد واو ہے اور واو یرملون کے ان دو حرفوں میں سے ہے جن میں نونِ ساکن اور تنوین کا ادغامِ ناقص ہوتا ہے
سوال۔ لِقَوْمٍ یُّوْمِنُوْن میں کیا قاعدہ ہے؟
جواب۔ تنوین کا ادغامِ ناقص
سوال۔ کیوں؟
جواب۔ اس لیے کہ تنوین کے بعد یاء ہے اور یاء یرملون کے ان دو حرفوں میں سے ہے جن میں نونِ ساکن اور تنوین کا ادغامِ ناقص ہوتا ہے۔
سوال۔ وہ دو حرف جن میں نونِ ساکن اور تنوین کا ادغامِ ناقص ہوتا ہے کون کونسے ہیں؟
جواب۔ واو اور یاء

۳۔ اگر نونِ ساکن یا تنوین کے بعد باء آئے تو قلب ہوگا۔ قلب کے معنی بدلنا یعنی نونِ ساکن یا تنوین کو میم سے بدل کر میم کا باء میں اخفاء مع الغنّہ کریں گے۔ جیسے مِن بَعْدُ اور عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْر وغیرہ۔

مشقی سوالات مع جوابات

سوال۔ اَنْبِئْهُمْ میں کیا قاعدہ ہے؟
جواب۔ نونِ ساکن کا قلب
سوال۔ کیوں؟
جواب۔ اس لیے کہ نونِ ساکن کے بعد باء ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر نونِ ساکن یا تنوین کے بعد باء آئے تو قلب ہوگا۔
سوال۔ صُمٌّ بُکْمٌ میں کیا قاعدہ ہے؟
جواب۔ تنوین کا قلب
سوال۔ کیوں؟
جواب۔ اس لیے کہ تنوین کے بعد باء ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر نونِ ساکن یا تنوین کے بعد باء آئے تو قلب ہوگا۔

۴۔ اگر نونِ ساکن یا تنوین کے بعد حروفِ حلقی یرملون الف اور باء کے علاوہ باقی پندرہ حرفوں میں سے کوئی حرف آئے تو اخفاء ہوگا۔

اظہار اور ادغام کی درمیانی کیفیت اور حالت سے پڑھنے کا نام اخفاء ہے، اخفاء کے معنی پوشیدہ کرنا، یعنی نونِ ساکن یا تنوین کو اس کے اصلی مخرج سے ادا نہیں کیا جائے گا بلکہ نون اور تنوین کی ذات کو بالکل معدوم اور پوشیدہ کر کے اس کی صرف صفتِ غنّہ کو بعد کے حرف سے ملا کر اس طرح ادا کیا جائے گا جس طرح اردو میں پنکھا وغیرہ کہتے ہیں جیسے مَنْ كَانَ مِنْكُمْ، مَنْ قَالَ، اَنْفُسُهُمْ، عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ، بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ اور زَرْعًا كُلْتَا وغیرہ۔

مشقی سوالات مع جوابات

سوال۔ مَنْ كَانَ میں کیا قاعدہ ہے؟

جواب۔ نونِ ساکن کا اخفاء

سوال۔ کیوں؟

جواب۔ اس لیے کہ نونِ ساکن کے بعد کاف ہے اور کاف ان پندرہ حرفوں میں سے ہے، جن میں نونِ ساکن اور تنوین کا اخفاء ہوتا ہے۔

سوال۔ رِزْقٌ كَرِيْمٌ میں کیا قاعدہ ہے؟

جواب۔ تنوین کا اخفاء

سوال۔ کیوں؟

جواب۔ اس لیے کہ تنوین کے بعد کاف ہے اور کاف ان پندرہ حرفوں میں سے ہے، جن میں نونِ ساکن اور تنوین کا اخفاء ہوتا ہے۔

سوال۔ وہ پندرہ حروف جن میں نونِ ساکن اور تنوین کا اخفاء ہوتا ہے کون کونسے ہیں؟

جواب۔ ت ث ج د ذ ز س ش ص ض ط ظ ف ق ک

میم ساکن کے احکام

میم ساکن کے تین قاعدے ہیں! اظہار، ادغام اور اخفاء۔

اگر میمِ ساکن کے بعد میم آئے تو ادغام، باء آئے تو اخفاء ہوگا۔

میم الف اور باء کے علاوہ باقی چھبیس حرفوں میں سے کوئی حرف آئے تو اظہار ہوگا جیسے خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الاَرْضِ ، وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ اور هُمْ فِيهَا وغیرہ۔

مشقی سوالات مع جوابات

سوال۔ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ میں کیا قاعدہ ہے؛

جواب۔ میم ساکن کا ادغام

سوال۔ کیوں؛

جواب۔ اس لیے کہ میم ساکن کے بعد میم ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر میم ساکن کے بعد میم آئے تو ادغام ہوگا۔

سوال۔ اَنَّهُمْ بِهِمْ میں کیا قاعدہ ہے؛

جواب۔ میم ساکن کا اخفاء

سوال۔ کیوں؛

جواب۔ اس لیے کہ میم ساکن کے بعد باء ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر میم ساکن کے بعد باء آئے تو اخفاء ہوگا۔

سوال۔ هُمْ فِيهَا میں کیا قاعدہ ہے؛

جواب۔ میم ساکن کا اظہار

سوال۔ کیوں؛

جواب۔ اس لیے کہ میم ساکن کے بعد فا ہے اور فا اُن حرفوں میں سے ہے جن میں میم ساکن کا اظہار ہوتا ہے۔

سوال۔ جن حرفوں میں میم ساکن کا اظہار ہوتا ہے وہ کتنے اور کون کونسے ہیں؛

جواب۔ چھبیس حروف ہیں جو میم ، الف اور باء کے علاوہ ہیں۔

نونِ ساکن اور میمِ ساکن کے اخفاء میں فرق

نونِ ساکن اور میمِ ساکن کے اخفاء میں فرق یہ ہے کہ اخفاء کی حالت میں میم کی ذات بالکل معدوم نہیں ہوتی ، بلکہ کچھ باقی بھی رہتی ہے اور میم کے اصلی مخرج پر آواز ضعف کے ساتھ ٹھہرتی ہے ، یعنی میم کے اخفاء میں اس کے اصلی مخرج کو دخل ہے لیکن ضعیف اور قلیل اور نون کے اخفاء میں نون کی ذات بالکل معدوم ہو کر چھپ جاتی ہے اور اس کے اصلی مخرج سے کوئی تعلق ہی نہیں رہتا ، بلکہ اس کی صرف صفتِ غنّہ

باقی رہتی ہے جونون کے قائم مقام ہوکر حرف ہوجاتی ہے اور بعد کے حرف سے مل کر ادا ہوتی ہے، لیکن اخفاء کو اس طرح ادا کرنا چاہیے کہ بعد کا حرف مشدّد نہ ہوجائے۔

غنّے کے مواقع

نونِ ساکن اور تنوین کے م ن و اور ی میں ادغام کے وقت، قلب، اخفاء اور میم ساکن کے ادغام اور اخفاء میں غنّہ ہوتا ہے، اس غنّے کی مقدار ایک الف ہے اور ایک الف دو زبر کے برابر ہوتا ہے۔ جب میم اور نون مشدد ہوں تو ان دونوں میں بھی ایک الف کے برابر غنّہ کرنا واجب ہے۔

ادغام کے اقسام

ادغام کی تین قسمیں ہیں۔ مثلین[1]، متجانسین[2]، متقاربین[3]

اگر کسی حرف کے بعد اُسی کا مثل آئے اور پہلا حرف ساکن ہو تو ادغامِ مثلین ہوگا جیسے قَدْ دَّخَلُوْا وغیرہ۔

اگر ایک مخرج کے دو حرف جمع ہوں اور پہلا ساکن ہو تو ادغامِ متجانسین ہوگا جیسے وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ ، اَحَطتُّ اور بَسَطتَّ وغیرہ۔

مثلین اور متجانسین کا پہلا حرف اگر ساکن ہو تو ادغام واجب ہے۔

اگر ایسے دو حرف جن کا مخرج قریب قریب ہو دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ ایک حرف پہلے کلمے کے آخر میں اور دوسرا حرف دوسرے کلمے کے شروع میں ہو اور پہلا حرف ساکن ہو تو ادغامِ متقاربین ہوگا جیسے اَلَمْ نَخْلُقكُّمْ وغیرہ۔

نونِ ساکن، تنوین اور میمِ ساکن کا ادغام بھی انہیں تین قسموں میں داخل ہے۔

لامِ تعریف کے بعد حروفِ قمریہ یعنی اِبْغِ حَجَّکَ وَخَفْ عَقِیْمَهٗ میں سے کوئی حرف آئے تو لامِ تعریف کا اظہار ہوگا۔ جیسے اَلْكَوَاكِبُ وغیرہ۔

ان حروف کے علاوہ باقی حرفوں میں سے کوئی حرف آئے جن کو حروفِ شمسیہ کہتے ہیں تو ان میں لامِ تعریف کا ادغام ہوگا۔ جیسے اَلشَّمْسُ وغیرہ۔

نونِ ساکن اور تنوین کا ادغام واو اور یاء میں اور طا کا ادغام تا میں ناقص ہوتا ہے باقی تمام ادغام تام ہوتے ہیں، البتہ قاف کا ادغام کاف میں ناقص بھی مروی اور جائز ہے لیکن تام اولیٰ ہے اور یہ صرف ایک جگہ آیا ہے یعنی اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ سورۂ والمرسلات میں۔

ہر ادغام میں مدغم کا ساکن اور مدغم فیہ کا متحرک اور مدغم کا مدغم فیہ کے مثل ہونا شرط اور ضروری ہے، اسی وجہ سے ادغامِ متجانسین ومتقاربین میں مدغم کو مدغم فیہ سے بدلنا ضروری ہے، یہ ابدال اگر تام ہے تو ادغام بھی تام ہوگا ورنہ ناقص۔

ہر ادغام میں مدغم کو مدغم فیہ سے بدلنا ضروری ہے، اس ابدال کے کمال اور نقصان کے اعتبار سے ادغام کی دو قسمیں ہیں۔ تامؔ[1] اور ناقصؔ[2]۔

مدغم اور مدغم فیہ کے قرب واتحادِ مخرج کے اعتبار سے ادغام کی تین قسمیں ہیں۔ مثلینؔ[1]، متجانسینؔ[2] اور متقاربینؔ[3]۔

سوالات

ادغام کی کتنی قسمیں ہیں اور ہر ایک کی کیا تعریف ہے؟ ہر قسم کی ایک ایک مثال بیان کیجئے؟ ادغام کس صورت میں واجب ہے؟ لامِ تعریف کا ادغام کن حرفوں میں ہوتا ہے اور ان حروف کا کیا نام ہے؟ ادغام مع الغنّہ کے مواقع کون کونسے ہیں اور ادغامِ تام کہاں کہاں ہوتا ہے؟

مد کی تعریف

مد کے معنی حروفِ مدّہ کی آواز کو دو چند یا سہ چند یا زیادہ بقدرِ ضرورت روایت کے موافق کھینچنا۔ مد صرف حروفِ مدّہ اور حروفِ لین میں ہوتا ہے۔

حروفِ مدّہ تین ہیں۔ الفؔ، جس واؤِ ساکن سے پہلے پیش اور جس یائے ساکن سے پہلے زیر ہو۔ جیسے نُوْحِیْهَا وغیرہ۔

الف کبھی متحرک نہیں ہوتا، ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور اس کے پہلے ہمیشہ زبر ہوتا ہے اس لیے الف ہمیشہ مدّہ ہوتا ہے، کبھی غیر مدّہ نہیں ہوتا۔ زبر، پیش اور زیر کو کھینچنے سے الف، واوِ مدّہ اور یائے مدّہ پیدا ہوتے ہیں۔

اگر واوِ ساکن سے پہلے پیش اور یائے ساکن سے پہلے زیر نہ ہو یا یہ دونوں حرف ساکن ہی نہ ہوں بلکہ متحرک ہوں تو یہ دونوں حرف غیر مدّہ ہوتے ہیں۔

جب واوِ ساکن اور یائے ساکن سے پہلے زبر ہو تو ان دونوں کو حروفِ لین کہتے ہیں جیسے واوِ خَوْف اور یائے وَالصَّيْف وغیرہ۔

مد کے اقسام

مد کی دو قسمیں ہیں۔ اصلی اور فرعی

۱۔ اگر حرفِ مد کے بعد ہمزہ اور سکون نہ ہو تو مدِ اصلی ہوگا۔ جیسے اُوْتِيْنَا، نُوْحِيْهَا مٰلِكِ، قَالُوْا، فِيْ يَوْمٍ، يُحْيِ اور دَاوٗدَ وغیرہ، اس کو مدِ ذاتی، مدِ طبعی اور قصر بھی کہتے ہیں، اس کی مقدار ایک الف ہے۔

۲۔ اگر حرفِ مد کے بعد ہمزہ یا سکون ہو تو مد فرعی ہوگا۔

اس کی چار قسمیں ہیں۔ متصل، منفصل، لازم اور عارضی

۱۔ مد متصل۔ اگر حرفِ مد کے بعد ہمزہ ایک ہی کلمے میں آئے جیسے **جَاءَ جِیْءَ** اور **سُوْءَ** وغیرہ۔ اس کو مدِ واجب کہتے ہیں۔

۲۔ مد منفصل۔ اگر حرفِ مد کے بعد ہمزہ دوسرے کلمے میں آئے جیسے **مَا اَنْزَلْنَا قَالُوْا اٰمَنَّا** اور **فِیْ اَنْفُسِکُمْ** وغیرہ۔ اس کو مدّ جائز کہتے ہیں۔

مدّ متصل اور مدّ منفصل دونوں کی مقدار بروایت حفصؒ دو الف، ایک طریق سے ڈھائی الف اور ایک طریق سے چار الف ثابت ہے، لیکن پڑھتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ایک جلسے کی قرأت میں پہلی جگہ جس مد کی جو مقدار اختیار کی جائے وہی آخر تک رہے، کہیں کم، کہیں زیادہ نہ کرنا چاہئے اور متصل کی مقدار سے منفصل کی مقدار بھی زیادہ نہ کرنا چاہیے، بلکہ یا تو دونوں کی مقدار برابر رہے یا منفصل کی مقدار متصل سے کم کردی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ایک الف کی مقدار ایک زبر کی مقدار سے دونی ہوتی ہے۔ الف کی مقدار کا اندازہ اس طرح کیا جاتا ہے کہ جس طرح قرأت ہو خواہ ٹھہر ٹھہر کر ہو یا جلد یا متوسط، اُسی کے تناسب سے کھلی ہوئی ایک انگلی بند کی جائے یا بند انگلی کھولی جائے تو ایک الف کی مقدار ہو جائے گی، اسی طرح دو الف کے اندازے کے لیے دو، تین الف کے لیے تین، چار الف کے لیے چار، پانچ الف کے لیے پانچ انگلیاں کھولی بند کی جائیں۔

۳۔ مدِّ لازم۔ اگر حرفِ مد کے بعد ایسا سکون آئے جو حرف کو اس طرح لازم ہو کہ خواہ وصل کیا جائے یا وقف، کسی حال میں حرف سے جدا نہ ہو تو اس کو سکونِ لازمی کہتے ہیں اور اس سکون کی وجہ سے جو مد پیدا ہوتا ہے اس کو مدّ لازم کہتے ہیں۔

اس کی چار قسمیں ہیں۔ کلمی[1] مثقّل کلمی[2] مخفف حرفی[3] مثقّل اور حرفی[4] مخفف

۱۔ **مدّ لازم کلمی مثقّل**۔ اگر حرفِ مد کے بعد کسی کلمے میں تشدید ہو جیسے اَتُحَاجُّوْنِّیْ اور دَآبَّۃٌ وغیرہ۔

۲۔ **مدّ لازم کلمی مخفف**۔ اگر حرفِ مد کے بعد کسی کلمے میں محض سکون ہو جیسے آٰلْئٰنَ۔

۳۔ **مدِ لازم حرفی مثقّل**۔ اگر حرفِ مد حروفِ مقطّعات میں ہو اور اس کے بعد تشدید ہو جیسے الٓمّٓ کے لام میں۔

۴۔ **مدّ لازم حرفی مخفف**۔ اگر حرفِ مد حروفِ مقطّعات میں ہو اور اُس کے بعد محض سکون ہو، جیسے الٓمّٓ کے میم میں۔

مدِّ لازم کی چاروں قسموں میں تین یا پانچ الف کا طول کیا جائے گا۔ یہاں بھی پہلی جگہ جو مقدار اختیار کی جائے وہی آخر تک رہنا چاہیے اور چاروں قسموں کی مقدار برابر رکھنا چاہیے کہیں کم اور کہیں زیادہ کرنا جائز نہیں ہے۔

۴۔ **مدِّ عارضی**۔ اگر حرفِ مد کے بعد ایسا سکون ہو جو وقف کی وجہ سے آیا ہو تو اس کو سکونِ عارضی کہتے ہیں اور اس سکون کی وجہ سے جو مد ہوتا ہے اس کو مدِّ عارضی کہتے ہیں۔ جیسے سَرِیْعُ الْحِسَابْ یَعْلَمُوْنَ اور یَوْمِ الدِّیْنِ وغیرہ۔

مدِّ عارضی کی وجہیں۔ مدِّ عارضی میں طول، توسط اور قصر تینوں وجہیں جائز ہیں لیکن طول اولیٰ ہے، طول کے بعد توسط اور توسط کے بعد قصر کا مرتبہ ہے۔ طول کی مقدار تین الف، توسط کی مقدار دو الف، ایک قول سے طول کی مقدار پانچ الف توسط کی مقدار تین الف اور قصر کی مقدار ایک ہی الف ہے۔ یہاں بھی یہی مناسب ہے

کہ ایک جلسے کی قرأت میں پہلی جگہ جو وجہ اور جس وجہ کی جو مقدار اختیار کی جائے وہی آخر تک رہے البتہ اس مد میں تعلیم و تعلم کے وقت افادے اور استفادے کی غرض سے کہیں طول، کہیں توسط اور کہیں قصر کرلیا جائے تو جائز ہے۔ بخلافِ مدِ متصل مدِ منفصل اور مدِ لازم کے، کیوں کہ ان مدوں میں کہیں دو، کہیں ڈھائی، کہیں چار، کہیں تین اور کہیں پانچ الف کی مقدار پڑھنا اور جمع و خلط کرنا کسی طرح درست نہیں ہے بلکہ ہر مد میں پہلی جگہ جو مقدار اختیار کی جائے وہی آخر تک رہنا چاہیے۔

مشقی سوالات مع جوابات

سوال۔ جَآءَ میں کونسا مد ہے؛

جواب۔ مدِّ متصل

سوال۔ کیوں؛

جواب۔ اس لیے کہ حرفِ مد کے بعد ہمزہ ایک ہی کلمے میں آیا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ حرفِ مد کے بعد ہمزہ ایک ہی کلمے میں آئے تو مدِّ متصل ہوگا۔

سوال۔ قَالُوْا اٰمَنَّا میں کونسا مد ہے؛

جواب۔ مدِّ منفصل

سوال۔ کیوں؛

جواب۔ اس لیے کہ حرفِ مد کے بعد ہمزہ دوسرے کلمے میں آیا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر حرفِ مد کے بعد ہمزہ دوسرے کلمے میں آئے تو مدِّ منفصل ہوگا۔

سوال۔ دَآبَّۃٌ میں کونسا مد ہے؛

جواب۔ مدّ لازم کلمی مثقل

سوال۔ کیوں؛

جواب۔ اس لیے کہ حرفِ مد کے بعد کلمے میں تشدید ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر حرفِ مد کے بعد کلمے میں تشدید ہو تو مدّ لازم کلمی مثقل ہوگا۔

سوال۔ نٓ وَالْقَلَمِ میں کونسا مد ہے؛

جواب۔ مدّ لازم حرفی مخفف

سوال۔ کیوں؛

جواب۔ اس لیے کہ حرفِ مد کے بعد حروفِ مقطعات میں سکون لازمی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر حرفِ مد کے بعد حروفِ مقطعات میں سکونِ لازمی ہو تو مدِ لازم حرفی مخفف ہوگا۔

سوال۔ یَعْلَمُوْنَ میں کونسا مد ہے؟
جواب۔ مدِّ عارضی
سوال۔ کیوں؟
جواب۔ اس لیے کہ اگر اس پر وقف کیا جائے تو نون ساکن ہو جائے گا، وقف کی وجہ سے جو سکون ہوگا وہ عارضی ہوگا اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر حرفِ مد کے بعد سکونِ عارضی آئے تو مدِّ عارضی ہوگا۔

ایک ہی حرف میں مدِّ متصل اور مدِّ عارضی جمع ہونے کی صورت اور اس کا حکم

یَشَـآءُ ، قُرُوْءَ اور نَسِیْءَ کے مثل پر جب وقف کیا جائے تو آخر کا حرف یعنی ہمزہ ساکن ہو جائے گا، اس وقت مد کے دونوں سبب جمع ہو جائیں گے، ایک ہمزہ جو پہلے ہی سے ہے اور دوسرا سکونِ عارضی جو وقف کی وجہ سے پیدا ہوگا۔

ہمزہ کی وجہ سے مدِّ متصل کا قاعدہ پایا جاتا ہے، جس کو مدِّ واجب کہتے ہیں، اس میں قصر جائز نہیں بلکہ مد ضروری اور واجب ہے، اور سکونِ عارضی کی وجہ سے مدِّ عارضی کا قاعدہ پایا جائے گا اور مدِّ عارضی میں قصر بھی جائز ہے۔

چوں کہ ان دونوں سببوں میں سے ہمزہ قوی اور سکونِ عارضی ضعیف ہے، لہٰذا ایسی صورت میں یہ جائز نہیں ہے کہ سکونِ عارضی جو ضعیف اور کمزور سبب ہے، اس کا لحاظ اور اعتبار کر کے قصر کیا جائے اور ہمزہ جو قوی سبب ہے اس کا لحاظ نہ کیا جائے کیوں کہ ایسا کرنے میں ضعیف کو قوی پر ترجیح لازم آئے گی اور یہ جائز نہیں ہے، البتہ ایک ہی جگہ مد کے دونوں سبب یعنی ہمزہ اور سکون جمع ہونے کی وجہ سے مد کو اور تقویت ہو جائے گی اس لیے ایسی صورت میں پانچ الف کے برابر طول جائز ہو جائے گا۔

سورۂ آل عمران کے شروع میں الٓمّٓ اللّٰہُ کو جب ملا کر پڑھا جائے گا تو لفظ اللّٰہ کا ہمزۂ وصلی

درمیانِ کلام میں واقع ہونے کی وجہ سے عربی کے قاعدے کی بناپر گرجائے گااور میم پر زبردے کر پڑھا جائے گا، اس وقت میم میں مد کرنا اور نہ کرنا دونوں طرح جائز ہے۔

مد کی وجہ تو وہی اصلی اور لازمی سکون ہے اور قصر کی وجہ یہ ہے کہ وصل کی وجہ سے جب ہمزہ گرگیا اور میم پر حرکت آگئی تو مد کا سبب یعنی سکون تلفظ میں نہیں رہا، اس لیے قصر جائز ہوا، لیکن یہ احتیاط چاہیے کہ میم مشدد نہ ہونے پائے، وصل کی حالت میں اس کو اس طرح پڑھیں گے، **الٓمّٓ اللّٰهُ**۔

مدِّ لین۔ اگر حرفِ لین کے بعد سکون آئے تو مدِ لین ہوگا اور سکون کی چونکہ دو قسمیں ہیں، لازمی اور عارضی۔ اس لیے مدّ لین کی بھی دو قسمیں ہیں، ایک مدِ لینِ لازم دوسری مدّ لین عارضی۔

ا۔ مدِ لینِ لازم۔ اگر حرفِ لین کے بعد سکونِ لازمی آئے تو مدّ لینِ لازم ہوگا۔ یہ قرآن مجید میں صرف دو جگہ آیا ہے، یعنی لفظ عین جو سورۂ مریم اور سورۂ شوریٰ کے شروع میں ہے۔ اس مد میں سکونِ لازمی کی قوت کی وجہ سے طول افضل اور اولیٰ ہے، اس کے بعد توسط کا درجہ ہے اور قصر ضعیف ہے۔

۲۔ مدّ لین عارضی۔ اگر حرفِ لین کے بعد سکونِ عارضی آئے تو مدّ لین عارضی ہوگا جیسے وَالصَّيْفُ اور مِنْ خَوْف وغیرہ۔ اس مد میں قصر، توسط اور طول تینوں وجہیں جائز ہیں، لیکن قصر اولیٰ ہے، اس کے بعد توسط اور توسط کے بعد طول کا مرتبہ ہے۔

جو صفاتِ عارضہ کسی حرف کے ملنے سے پیدا ہوتے ہیں جیسے ادغام، اخفاء اور مد، اگر وہاں وقف یا سکتہ کیا جائے تو وہ صفتِ عارضہ ادا نہ ہوگی، بلکہ اُس حرف کی اصلی صفت

اظہار یا قصر ادا کرنا چاہیے۔ جیسے قَالُوا اٰمَنَّا ، عِوَجًا قَیِّمًا اور یَلْهَثْ ذٰلِكَ وغیرہ۔ ان مثالوں میں مد، اخفاء اور ادغام کا سبب بعد کے حرف کا ملنا ہے، جب قَالُوا عِوَجًا اور یَلْهَثْ پر وقف یا سکتہ کیا جائے گا تو بعد کے حرف سے اتصال نہ رہے گا اس لیے مد وغیرہ نہ ہوگا۔

سوالات

مد کی کیا تعریف ہے؟ حروفِ مدّہ کتنے اور کون کونسے ہیں؟
مدِّ متصل اور مدِّ منفصل کی تعریف، دونوں کی مقداریں اور ان دونوں میں سے جس مد کی مقدار دوسرے مد کے مقابلے میں زیادہ کرنا جائز ہو مدلّل بیان کیجئے۔

تیسرا باب

وقف کی تعریف اور اس کے احکام

اصطلاحِ تجوید میں وقف کے معنی اُس کلمے کے آخر پر جو اپنے بعد کے کلمے سے ملا کر نہ لکھا گیا ہو، کیفیتِ وقف کے موافق آواز اور سانس کو توڑ کر آگے قرأت کی نیت سے تھوڑی دیر ٹھہرنا، اگر وقف کرنے کے بعد آگے قرأت کی نیت نہ ہو تو اس کو اصطلاح میں **قطع** کہتے ہیں۔

کیفیاتِ وقف۔ کیفیاتِ وقف تین ہیں۔ اسکان[۱] اشمام[۲] اور روم[۳]

اسکان کے معنی یہ ہیں کہ جس کلمے پر وقف کرنا ہو اس کے آخری حرف کو (اگر متحرک ہو) اس طرح ساکن کیا جائے کہ حرکت کا ذرّہ بھر شائبہ نہ رہے، اس کو وقف بالاسکان کہتے ہیں وقف بالاسکان ہر صورت میں جائز ہے۔ خواہ حرف ساکن ہو یا متحرک، حرکت اصلی ہو یا عارضی۔ فتحہ ہو یا ضمہ یا کسرہ، جیسے یَعْلَمُوْنَ ، یَوْمِ الدِّیْنِ ، یَكَادُ الْبَرْقُ ،

عَلَیۡھِمۡ ، اَنۡذِرِ النَّاس وغیرہ۔

اِشمام کے معنی یہ ہیں کہ جس کلمے پر وقف کرنا ہو اُس کا آخری حرف اگر مضموم ہو تو اُس کو ساکن کر کے ہونٹوں کو غنچے کی طرح گول بنا کر ضمے کی طرف اشارہ کیا جائے، اس کو وقف بالاشمام کہتے ہیں۔ وقف بالاشمام صرف ضمے میں ہوتا ہے، جیسے نَسۡتَعِیۡنُ وغیرہ۔

رَوم کے معنی یہ ہیں کہ جس کلمے پر وقف کیا جائے اُس کے آخری حرف کی ایک تہائی ⅓ حرکت ادا کی جائے، اس کو وقف بالرَّوم کہتے ہیں۔ وقف بالرَّوم ضمے اور کسرے میں ہوتا ہے۔ فتحے میں قراء کے نزدیک مروی نہیں ہے۔

اگر کلمے کا آخری حرف ساکن ہو یا حرکت عارضی ہو تو ان دونوں صورتوں میں صرف اِسکان کے ساتھ وقف ہوگا، رَوم اور اشمام نہ ہوگا۔

جو، تاء وقف میں ہائے ساکنہ سے بدل جاتی ہے، اُس میں بھی رَوم اور اشمام جائز نہیں ہیں ائمہ محققین کے نزدیک میمِ جمع میں بھی رَوم اور اشمام جائز نہیں ہیں۔

جس ہائے ضمیر مضموم کے ماقبل ضمہ یا واوِ ساکن اور مکسور کے ماقبل کسرہ یا یائے ساکن ہو تو ان صورتوں میں بعض ائمہ کے نزدیک ہائے ضمیر میں بحالتِ وقف رَوم اور اشمام جائز نہیں ہیں اور بعض کے نزدیک جائز ہیں جیسے لَا نُخۡلِفُهٗ ، عَقَلُوۡهُ ، وَشَرَوۡهُ ، بِمُزَحۡزِحِهٖ لَارَیۡبَ فِیۡهِ ، اِلَیۡهِ وغیرہ اور اگر ہائے ضمیر مضموم کے ماقبل فتحہ یا الف ہو یا واو اور یاء کے علاوہ کوئی اور حرف ساکن ہو تو تمام قراء کے نزدیک بالاتفاق رَوم اور اشمام جائز ہیں۔

وقف کرنے کا قاعدہ۔ وقف کرنے کا قاعدہ اور طریقہ یہ ہے کہ جس کلمے پر وقف کیا جائے اس کے آخری حرف پر اگر دو زبر کی تنوین ہو تو اُس کو الف سے، اگر

گول تاء ہو تو اُس کو ہائے ساکنہ سے بدل دیا جائے اور اگر ایک زبر یا ایک یا دو زیر یا پیش ہوں تو ان حرکتوں کو حذف کر کے حرف کو ساکن کر دیا جائے اور آواز اور سانس کو توڑ دیا جائے۔ وقف کی حالت میں ہائے ضمیر کا صلہ حذف ہو جاتا ہے۔

علاماتِ وقف

آیات (۝) پر وقف کرنا سنت اور تمام اوقاف سے زیادہ پسندیدہ ہے

اس کے بعد میم (مـ) کا مرتبہ ہے جس کو وقفِ لازم کہتے ہیں

اس کے بعد طا (ط) کا مرتبہ ہے جس کو وقفِ مطلق کہتے ہیں

اس کے بعد جیم (ج) کا مرتبہ ہے جس کو وقفِ جائز کہتے ہیں

اس کے بعد زا (ز) کا مرتبہ ہے جس کو وقفِ مجوَّز کہتے ہیں

اس کے بعد صاد (ص) کا مرتبہ ہے جس کو وقفِ مرخَّص کہتے ہیں۔

ان علاماتِ وقف میں سے اگر کسی جگہ وقف کر لیا جائے تو ما قبل سے لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اس کے بعد سے ابتداء کرنا چاہیے اگر چہ آیت ۝لا ہو۔

ان اوقاف میں ترتیب اور مراتب کا خیال رکھنا چاہیے، یعنی آیت کو چھوڑ کر غیرِ آیت پر یا میم کو چھوڑ کر طاء پر، یا طا کو چھوڑ کر جیم پر وقف کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ آیت پر یا ان اوقاف میں سے جو وقفِ اولیٰ ہو وہاں ٹھہرنا چاہیے۔ وقفِ اولیٰ کو چھوڑ کر غیر اولیٰ پر ٹھہرنا نہیں چاہیے۔

غیر علاماتِ وقف پر وقف کرنے کا حکم

اگر کسی ایسی جگہ وقف کیا جائے جہاں وقف کی کوئی علامت نہ ہو یا کوئی علامتِ وصل ہو تو ما قبل سے دو ایک کلمہ لوٹا کر پڑھنا چاہیے، جس کو اعادہ کہتے ہیں جیسا کہ مقدمے میں گذرا۔

جس جگہ صرف لا ہو وہاں وقف نہ کرنا چاہیے اور اگر سانس ٹوٹنے کی وجہ سے وقف کرلیا جائے تو ماقبل سے لوٹانا ضروری ہے۔

تنبیہ۔ یہ جو مشہور ہے کہ وقفِ لازم پر وقف نہ کرنے والا کافر یا گنہگار ہوتا ہے یہ بالکل غلط اور بے اصل ہے، تاوقتیکہ احکام وآیاتِ قرآنی کا انکار یا فرمانِ خداوندی کے خلاف عمل نہ کرے کافر یا گنہگار نہیں ہوسکتا۔

مَاءً ، سَوَاءً اور تَرَاءَ پر جب وقف کیا جائے تو ہمزہ کے بعد اگرچہ الف لکھا ہوا نہیں ہے، لیکن قاعدے کے لحاظ سے وقف میں ہمزہ کے بعد الف ضرور پڑھنا چاہیے۔

وقف میں رسمِ خط کا اتباع

وقف رسمِ خط کے تابع ہوتا ہے، جو کلمہ جس طرح لکھا جاتا ہے، وہ وقف میں اسی طرح پڑھا جاتا ہے، اسی وجہ سے لٰكِنَّا ، الظُّنُوْنَا اور اَلرَّسُولَا وغیرہ میں اگرچہ بحالتِ وصل الف نہیں پڑھا جاتا اور عربی قاعدے سے پڑھنا بھی نہیں چاہیے، لیکن یہ تمام کلمات الف کے ساتھ لکھے گئے ہیں اور یہ قاعدہ ہے کہ وقف رسمِ خط کے تابع ہوتا ہے، اس لیے ان الفاظ کا الف وقف میں ضرور پڑھا جائے گا۔

اسی طرح جس کلمے کے آخر کا کوئی حرف رسماً محذوف ہو یعنی لکھا نہ گیا ہو تو وہ حرف وقف میں بھی محذوف ہی رہے گا، جیسے سورۂ نساء میں وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ ، سورۂ یونس میں نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ، سورۂ رعد میں مَتَابِ اور عِقَابِ ، سورۂ بنی اسرائیل میں وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ ، سورۂ شوریٰ میں وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ ، سورۂ قمر میں وَيَدْعُ الدَّاعِ ، سورۂ علق میں سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ، سورۂ نور میں اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ ، سورۂ زخرف میں

اَیُّهَ السَّاحِرِ، سورۂ رحمٰن میں اَیُّهَ الثَّقَلَانِ.

ان تمام مقامات میں یُؤْتِ، نُنْجِ، مَتَابِ، عِقَابِ اور الدَّاعِ کے آخر سے یاء، یَدْعُ، یَمْحُ، سَنَدْعُ کے آخر سے واو اور اَیُّهَ کے آخر سے الف محذوف ہے لہٰذا وقف میں بھی یہ حروف محذوف ہی رہیں گے۔

سورۂ نمل میں جو فَمَآ اٰتٰنِیَ اللّٰهُ ہے، اس کی یاء بھی اگرچہ لکھی ہوئی نہیں ہے، کیوں کہ یہ لفظ رسمِ خطِ مصحفِ عثمانی میں اس طرح لکھا گیا ہے 'فما اٰتٰنِ اللّٰه' اور بعد میں عجمیوں کی سہولت کی غرض سے نون کے اوپر ایک چھوٹی سی یاء بھی بایں صورت 'فمآ اٰتٰنِ ۦ اللّٰه' لکھ دی گئی ہے، حفصؒ حالتِ وصل میں اس یاء کو مفتوح پڑھتے ہیں اس لیے وقف میں اس یاء کو ثابت رکھ کر یاء پر وقف کر کے اٰتٰنِیْ اور اتباعِ رسمِ خط کی وجہ سے حذف کر کے نون پر وقف کرنا اور اٰتٰنْ پڑھنا دونوں طرح جائز ہے۔

سورۂ کہف میں لفظ لٰکِنَّا هُوَ اللّٰهُ، سورۂ احزاب میں الفاظ الظُّنُوْنَا، الرَّسُوْلَا، السَّبِیْلَا، سورۂ دہر میں الفاظ سَلٰسِلَا، پہلا قَوَارِیْرَا اور تمام قرآن شریف میں لفظ اَنَا جو واحد متکلم کی ضمیرِ مرفوع منفصل ہے، ان تمام کلمات کا الف صرف حالتِ وقف میں پڑھنا چاہیے، وصل میں نہ پڑھنا چاہیے لیکن سَلٰسِلَا پر وقف بغیر الف کے بھی جائز ہے، یعنی سَلٰسِلْ، باقی الفاظ پر بغیر الف کے وقف جائز نہیں ہے، سورۂ دہر کے دوسرے قَوَارِیْرَا میں الف نہ وصل میں پڑھنا چاہیے نہ وقف میں۔

تماثل فی الرسم کا حکم اور اس کی مثالیں

جو حرف تماثل فی الرسم یعنی کتابت میں ہم شکل ہونے کی وجہ سے محذوف ہو،

یعنی لکھا نہ گیا ہو تو وہ حذف شدہ حرف وقف میں بھی ثابت رکھا اور پڑھا جانا چاہیے اور وصل میں بھی، جیسے مَاءً ،سَوَاءً ، تَرَاءَ ، جَاءَ، شَاءَ ، یَشَاءُ ، رَءُوْفٌ ، تَلْوٗا ، دَاوٗدَ ، یُحْیٖ اور یَسْتَحْیٖ وغیرہ۔

پہلی تین مثالوں میں ہمزہ اور ہمزہ کے بعد کے الف کی شکل، چوتھی، پانچویں، چھٹی اور ساتویں مثالوں میں ہمزہ کی شکل، آٹھویں اور نویں مثالوں میں ایک واو اور آخر کی دونوں مثالوں میں ایک یا محذوف ہے، پس یہ حذف شدہ حروف وقف میں بھی پڑھے جائیں گے اور وصل میں بھی۔

سوالات

وقف کی تعریف اور وقف کرنے کا طریقہ بیان کیجئے، وقف بالِاسکان، وقف بالِاشمام، وقف بالرَّوم کس کو کہتے ہیں؛ اور یہ تینوں وقف کون کونسی حرکت میں ہوتے ہیں؛

خاتمہ

یہاں وہ صفاتِ عارضہ جو کلیۃً ہر جگہ نہیں آتے اور بعض وہ جزئیات جو روایتِ سیدنا حفصؒ کی تکمیل کے لیے ضروری ہیں، بیان کرتے ہیں۔

۱۔ **تسہیل**۔ ہمزہ کو ہمزہ کے مخرج اور اس کی حرکت کے مناسب حرفِ مد کے مخرج کے درمیان سے ادا کرنا۔

اس کی دو قسمیں ہیں، واجب اور جائز۔

سورۂ فصلت کے لفظ ءَ اَعْجَمِیٌّ وَّ عَرَبِیٌّ کے دوسرے ہمزہ کی تسہیل واجب ہے ءٰٓالذَّکَرَیْنِ جو سورۂ انعام میں دو جگہ آیا ہے، ءٰٓالْئٰنَ جو سورۂ یونس میں دو جگہ آیا ہے

آٰللّٰهُ اَذِنَ سورۂ یونس میں اور آٰللّٰهُ خَیْرٌ سورۂ نمل میں، ان تینوں کلمات میں تسہیل اور ابدال دونوں جائز ہیں لیکن تسہیل سے ابدال اولیٰ ہے۔

۲۔ابدال۔ ہمزہ کو ماقبل کی حرکت کے مناسب حرفِ مدّ سے بدلنا۔ متحرک ہمزہ کا ابدال بہ روایتِ حفصؒ انہی تین لفظوں میں ہے، جس میں تسہیل جائز بیان کی گئی۔

۳۔اِشمام۔ پڑھنے کے وقت حرفِ مضموم کو ساکن کر کے ہونٹوں کو غنچے کی طرح گول بنا کر ضمے کی طرف اشارہ کرنا۔ اِشمام بحالتِ وصل حفصؒ کے نزدیک صرف لفظِ لَا تَاْمَنَّا کے پہلے نون میں ادغام کے وقت ہے اور یہ سورۂ یوسف میں آیا ہے یہ لفظ اصل میں لَا تَامَنُنَا تھا، اس میں دو نون ہیں، پہلا مضموم، دوسرا مفتوح، اور لا نفی کا ہے پہلے نون کو ساکن کر کے دوسرے نون میں ادغام کر دیا گیا لَا تَاْمَنَّا ہوگیا۔ پہلے نون کے ادغام کے وقت اشمام ضروری ہے۔

۴۔رَوم۔ ایک تہائی ⅓ حرکت پڑھنا، بحالتِ وصل حفصؒ کی روایت میں رَوم بھی صرف اسی لَا تَامَنُنَا کے پہلے نون میں اظہار کے وقت ہے، پہلے نون کا جب اظہار کیا جائے تو اس نون کے ضمے کے دو حصے گرا کر صرف ایک تہائی ⅓ حرکت ادا کی جائے، بغیر اشمام کے ادغام اور بغیر رَوم کے اظہار جائز نہیں ہے، بلکہ ادغام کی حالت میں اشمام اور اظہار کی حالت میں رَوم ضروری ہے۔

۵۔صورتِ نقل۔ حقیقی نقل کے معنی ہیں ہمزۂ اصلی کی حرکت نقل کر کے ماقبل کے اُس ساکن حرف کو دینا جو مدّہ نہ ہو اور ہمزہ کو حذف کر دینا، جیسے قَدْ اَفْلَحَ کے ہمزہ کی حرکت نقل کر کے دال کو دی جائے اور ہمزہ کو حذف کر کے قَدَ فْلَحَ

یعنی دال کو مفتوح اور فاء سے ملا کر پڑھا جائے، جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے، اس کو نقلِ حرکت کہتے ہیں، لیکن حفصؒ کی روایت میں حقیقۃً نقل نہیں ہے بلکہ صورۃً نقل ہے جیسا کہ سورۂ حجرات میں لفظِ بِئۡسَ الاِسۡمُ الۡفُسُوۡقُ کے لام میں ہے۔

اس میں حقیقی نقلِ حرکت اس وجہ سے نہیں ہے کہ لام کے پہلے اور بعد دونوں ہمزۂ وصلی ہیں، درمیانِ کلام میں واقع ہونے کی وجہ سے عربی کے قاعدے کی بنا پر جب دونوں ہمزۂ وصلی گر جائیں گے تو اَلۡ کے لام اور اسم کے سین میں اجتماعِ ساکنین واقع ہوگا، اس لیے لام کو کسرے کی حرکت دے دی جائے گی، اسی کو صورۃً نقل کہتے ہیں کیوں کہ اسم کا ہمزہ اگر اصلی ہوتا اور اس کی حرکت نقل کر کے لام کو دی جاتی تو یہی صورت ہوتی یعنی لام پر کسرے کی حرکت آجاتی اور ہمزہ حذف ہونے کے بعد لام مکسور سینِ ساکن سے مل کر پڑھا جاتا، لہٰذا لفظ الاسم کے لام سے پہلے اور بعد کے دونوں ہمزۂ وصلی کو گرا کر اور لام کو زیر دے کر سین سے ملا کر یعنی بِئۡسَ لِسۡمُ الۡفُسُوۡق پڑھنا چاہیے۔

اگر الاسم سے ابتداء کی جائے تو اَلِسۡمُ الۡفُسُوۡق اور لِسۡمُ الۡفُسُوۡقُ دونوں طرح پڑھنا جائز ہے صورتِ نقل جس طرح لفظ بِئۡسَ الاِسۡمُ الۡفُسُوۡقُ میں پیدا ہوتی ہے، اسی طرح مِمَّا لَمۡ یُذۡکَرِ اسۡمُ اللّٰهِ ، اَنِ امۡشُوۡ ، اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ ، طُوًی ﻨِ اذۡهَبۡ اور ان کے مشابہ کلمات میں بھی بحالتِ وصل یہی صورت ہوتی ہے۔

اِمالہ۔ فتحے کو کسرے کی طرف اور اس کے بعد کے الف کو یاء کی طرف اس طرح مائل کر کے پڑھنا کہ فتحہ کسرۂ مجہول اور اس کے بعد کا الف یائے مجہول کے مانند ہو جائے، جیسے مَجۡرٖیھَا، یہ اصل میں مَجۡرَاھَا تھا، راء کے فتحے کو کسرے کی طرف

اور اس کے بعد کے الف کو یاء کی طرف مائل کیا مَجْرِیْهَا ہو گیا۔ بہ روایتِ حفصؒ صرف اسی لفظ میں امالہ ہے اور یہ سورۂ ہود میں ہے، اس کے متعلق تشریحِ اصطلاحات میں بالتفصیل بیان کر دیا گیا ہے۔

حالتِ وصل میں بہ روایتِ سیدنا حفصؒ چار جگہ سکتہ واجب ہے، ایک سورۂ کہف میں لفظِ عِوَجًا سکتہ پر، دوسرا سورۂ یٰس میں مِنْ مَّرْقَدِنَا سکتہ پر، تیسرا سورۂ قیامہ میں قِيْلَ مَنْ سکتہ پر اور چوتھا سورۂ مُطَفِّفِيْن میں كَلَّا بَلْ سکتہ پر۔

مجھے اپنے اساتذۂ کرام سے بہ روایتِ حفصؒ بہ طریقِ شاطبیؒ یہی چار سکتے روایۃً پہنچے ہیں، ان کے علاوہ بہ روایتِ حفصؒ علامہ شاطبیؒ کے طریق سے اور کوئی سکتہ مجھے روایۃً نہیں پہنچا، اس لیے میں انہی چار سکتوں پر اکتفا کرتا ہوں، ان کے سوا سورۂ فاتحہ وغیرہ میں کہیں سکتہ نہ کرنا چاہیے اور عوام ناخواندہ لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ سورۂ فاتحہ میں سات جگہ سکتہ کرنا نہایت ضروری ہے ورنہ شیطان کا نام ہو جائے گا یہ بالکل غلط اور بے اصل ہے، اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔

سوالات

سکتے کے کیا معنی ہیں؛ حفصؒ کی روایت میں کتنے سکتے ہیں؛ وقف اور سکتے میں کیا فرق ہے؛ سورۂ یٰس میں کلمۂ مَن مرقدنا پر وقف لازم ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ وقف ضرور کیا جائے اور یہاں سکتہ بھی واجب ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سکتہ بھی ضروری ہے اور ایک وقت میں وقف اور سکتہ دونوں ممکن نہیں کیوں کہ وقف میں سانس کا توڑنا ضروری اور سکتے میں سانس کا نہ توڑنا ضروری ہے، یہاں جب سکتہ کیا جائے گا تو وقف نہ ہوگا اور جب وقف کریں گے تو سکتہ ادا نہ ہوگا، تو ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے کہ وقفِ لازم اور سکتۂ واجبہ دونوں پر عمل ہو جائے۔ اس کو مفصل اور مدلل بیان کیجیے۔

سورۂ آل عمران میں لَاِ۟لَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ، سورۂ توبہ میں وَلَا۟اَوْضَعُوْا ،

سورۂ نمل میں لَاْ اَذْبَحَنَّهٗ، سورۂ والصافات میں لَاْ اِلَى الْجَحِيْمِ اور سورۂ حشر میں لَاْاَنْتُمْ اَشَدُّ میں اگرچہ لام الف لکھا گیا ہے، لیکن ان تمام الفاظ میں لام کے بعد الف نہ پڑھنا چاہیے، نہ وصل میں نہ وقف میں۔

سورۂ بقرہ میں وَيَبْصُۜطُ اور سورۂ اعراف میں بَصْۜطَةً، یہ دونوں لفظ اگرچہ صاد سے لکھے گئے ہیں لیکن بہ روایتِ حفصؒ ان کو سین سے پڑھنا چاہیے اور اَمْ هُمُ الْمُصَۜيْطِرُوْنَ جو سورۂ والطّور میں ہے اس کو بہ روایتِ حفصؒ سین سے اور صاد سے دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ ان الفاظ میں صاد کے اوپر چھوٹا سین بھی لکھ دیا جاتا ہے۔

فِيْهٖ مُهَانًا جو سورۂ فرقان میں ہے بہ روایتِ حفصؒ اس فِيْهٖ کی ہاء کے کسرے میں صلہ کر کے پڑھنا چاہیے، یعنی ہاء کی حرکت کو اتنا کھینچ کر پڑھا جائے کہ ایک یائے مدّہ کا تلفظ ہو، یہ صلہ صرف حالتِ وصل میں ہوگا، حالتِ وقف میں صلہ حذف ہو کر ہاء ساکن ہو جائے گی، جیسا کہ وقف کے بیان میں مذکور ہوا۔

سورۂ روم میں اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا میں تینوں جگہ لفظِ ضعف میں بہ روایتِ حفصؒ ضاد پر زبر اور پیش دونوں ثابت ہیں، یعنی ضُعْفٍ بھی جائز اور ثابت ہے اور ضَعْفٍ بھی۔

بفضلہٖ تعالیٰ وعونہٖ تجوید کے تمام ضروری قواعد کا بیان ہو چکا، یہ قواعد مبتدیوں کے لیے بہت کافی ہیں، اگر ان کو اچھی طرح یاد کر کے ان کے مطابق قرآن شریف پڑھیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ فاش غلطیاں نہ ہوں گی۔

جس طرح ہم نے اظہار، ادغام، قلب، اخفاء اور مد کے متعلق چند مشقی سوالات

لکھے ہیں، اساتذہ کو چاہیے کہ اسی طرح اُن مثالوں کے علاوہ دوسرے الفاظ کی بھی مشق کرائیں اور جس حرف کا جو قاعدہ ہو اور اُس حرف کے بعد جو حرف آئے طلبہ جواب میں اُس قاعدے اور اُن دونوں حرفوں کا نام صراحۃً بیان کریں جیسا کہ ہم نے مثالوں میں نمونہ پیش کر دیا ہے۔

ہم نے طلبہ کو ان قواعد کی مشق اسی طرح کرائی تو تجربے سے یہ طریقہ بہت مفید ثابت ہوا اور تمام قواعد اس قدر جلد یاد ہو گئے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں طلبہ ہر جگہ ان قواعد کے مطابق قرآن شریف صحیح پڑھنے پر قادر ہو گئے، اگرچہ اس طرح مشق کرانے میں اساتذہ کو محنت کرنا پڑے گی لیکن تاوقتیکہ اساتذہ کامل توجہ، شفقت اور ہمدردی سے کام نہ کریں مبتدی جلد ترقی نہیں کر سکتے۔

ذیل میں وہ الفاظ لکھے جاتے ہیں جن میں رسمِ خط مصحفِ عثمانی کے اتباع کی وجہ سے الف زائد لکھا گیا ہے، لیکن وہ الف پڑھنے میں نہیں آتا۔

ان میں بعض الفاظ ایسے بھی ہیں جن کا الف صرف وقف میں پڑھا جاتا ہے اور یہ وہی الفاظ ہیں جن کا بیان وقف کی فصل میں ہو چکا ہے، ان کے علاوہ باقی الفاظ کا الف نہ وصل میں پڑھا جائے گا نہ وقف میں، اور بعض الفاظ صاد سے لکھے گئے ہیں، لیکن روایتِ حفص بسین سے ہے۔

نمبر شمار	اس طرح لکھا گیا ہے	اس طرح پڑھنا چاہیے	نامِ سورت	آیت نمبر
۱	يَبۡصُطُ	يَبۡسُطُ	البقرة	۲۴۵
۲	بَصۡطَةً	بَسۡطَةً	الاعراف	۶۹

۳	اَفَائِنْ	اَفَئِنْ	آل عمران	۱۴۴
۴	لَا اِلَی اللّٰهِ	لَاِلَی اللّٰهِ	آل عمران	۱۵۸
۵	اَنْ تَبُوْءَ ا	اَنْ تَبُوْءَ	المائدہ	۲۹
۶	مَلَا ئِـهٖ	مَلَئِهٖ	ہرجگہ	
۷	اَنَا	اَنَ	ہرجگہ	
۸	لَا اَوْضَعُوْا	لَاَوْضَعُوْا	التوبہ	۴۷
۹	اَلَا اِنَّ ثَمُوْدَا	اَلَا اِنَّ ثَمُوْدَ	ہود	۶۸
۹	وَثَمُوْدَا	وَثَمُوْدَ	النجم	۵۱
۱۰	لِتَتْلُوَا	لِتَتْلُوَ	الرعد	۳۰
۱۱	لَنْ نَدْعُوَا	لَنْ نَدْعُوَ	الکہف	۱۴
۱۲	لِشَایْءٍ	لِشَیْءٍ	الکہف	۲۳
۱۳	لٰكِنَّا	لٰكِنَّ	الکہف	۳۸
۱۴	لَا اَذْبَحَنَّهٗ	لَاَذْبَحَنَّهٗ	النمل	۲۱
۱۵	لِيَرْبُوَا	لِيَرْبُوَ	الروم	۳۹
۱۶	الظُّنُوْنَا	الظُّنُوْنَ	الاحزاب	۱۰
۱۷	الرَّسُوْلَا	الرَّسُوْلَ	الاحزاب	۶۶
۱۸	السَّبِيْلَا	السَّبِيْلَ	الاحزاب	۶۷
۱۹	لَا اِلَی الْجَحِيْمِ	لَاِلَی الْجَحِيْمِ	الصافات	۶۸

۲۰	لِیَبۡلُوَا	لِیَبۡلُوَ	محمد	۴
۲۱	نَبۡلُوَا	نَبۡلُوَ	محمد	۳۱
۲۲	لَا۟اَنۡتُم	لَاَنۡتُم	الحشر	۱۳
۲۳	سَلٰسِلَا۟	سَلٰسِلَ	الدھر	۴
۲۴	قَوَارِیۡرَا۟	قَوَارِیۡرَ	الدھر	۱۵

اس جدول میں جس قدر کلمات لکھے گئے ہیں اُن میں خلافِ قیاس الف زائد لکھا گیا ہے یہ الف صرف کتابت میں ثابت رہتا ہے، پڑھا نہیں جاتا، طلبہ کو چاہیے کہ ان تمام الفاظ کو اچھی طرح یاد کرلیں تاکہ پڑھنے میں غلطی نہ ہو کیوں کہ ان مقامات میں الف پڑھنے سے بعض جگہ لفظ مہمل ہو جائے گا اور بعض جگہ معنی بگڑ جائیں گے۔

ضمیمہ

ذی استعداد طلبہ اور شائقین کی معلومات کے لیے ایک مفید اضافہ

ہائے کنایہ

ہائے کنایہ سے مراد واحد مذکر غائب کی ضمیر منصوب متصل و مجرور متصل ہے، یہاں ہائے مذکورہ کی صرف حرکت، سکون، صلہ یعنی اشباعِ حرکت اور ترکِ صلہ کے متعلق مختصر قواعد لکھے جاتے ہیں۔

صلے کا مطلب یہ ہے کہ ہائے ضمیر اگر مضموم ہو تو اس کے بعد ایک واوِ مدّہ زیادہ اور اگر مکسور ہو تو ایک یائے مدّہ زیادہ پڑھنا، اس کو اشباع بھی کہتے ہیں، اشباع کے معنی حرکت کو اتنا کھینچنا کہ اُس سے حرفِ مدّہ پیدا ہو جائے، واحد مذکر غائب کی ضمیر

مفتوح نہیں ہوتی، صرف مضموم یا مکسور ہوتی ہے۔

ہائے ضمیر کو مکسور پڑھنے کا قاعدہ

اگر ہائے ضمیر کے ماقبل کسرہ یا یائے ساکنہ ہو تو ہائے ضمیر کو مکسور پڑھنا چاہیے جیسے

بِهٖ ، فِيْهِ، اور اِلَيْهِ وغیرہ۔

اس قاعدۂ کلیہ سے چار الفاظ مستثنیٰ ہیں۔ ایک وَمَا اَنْسَانِيْهُ سورۂ کہف میں،

دوسرا عَلَيْهُ اللّٰه سورۂ فتح میں، ان ہر دو الفاظ میں بہ روایتِ حفصؒ بجائے زیر کے پیش

مروی ہے۔ تیسرا اَرْجِهْ سورۂ اعراف وشعراء میں، چوتھا فَاَلْقِهْ سورۂ نمل میں

ان ہر دو الفاظ میں بجائے زیر کے اُن سے سکون مروی ہے۔

ہائے ضمیر کو مضموم پڑھنے کا قاعدہ

جب ہائے ضمیر کے ماقبل کسرہ اور یائے ساکنہ نہ ہو تو ہائے ضمیر کو مضموم پڑھنا چاہیے

جیسے لَهٗ، رَسُوْلُهٗ اور عَنْهُ وغیرہ۔

اس قاعدۂ کلیہ سے صرف ایک لفظ مستثنیٰ ہے یعنی يَتَّقْهِ جو سورۂ نور میں آیا ہے۔

اس لفظ میں بجائے پیش کے زیر مروی ہے۔

ہائے ضمیر میں صلہ کرنے کا قاعدہ

جب ہائے ضمیر کے ماقبل اور مابعد متحرک ہو تو ہائے ضمیر کی حرکت میں صلہ یعنی

اشباع کرنا چاہیے یعنی اگر ہائے ضمیر مضموم ہو تو اُس کے بعد ایک واوِ ساکنہ مدّہ اور اگر

مکسور ہو تو اُس کے بعد ایک یائے ساکنہ مدّہ زیادہ پڑھنا چاہیے جیسے وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ

مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وغیرہ۔

اس قاعدۂ کلیہ سے صرف ایک لفظ مستثنیٰ ہے یعنی یَرۡضَهُ لَكُمۡ جو سورۂ زمر میں آیا ہے اس لفظ میں بجائے صلہ کے ترکِ صلہ مروی ہے۔

ہائے ضمیر میں ترکِ صلہ کرنے کا قاعدہ

جب ہائے ضمیر کے ماقبل یا مابعد ساکن ہو تو صلہ نہ کرنا چاہیے، جیسے اِلَيۡهِ، مِنۡهُ، اَخَاهُ، يَعۡلَمۡهُ اللّٰهُ وغیرہ۔

اس قاعدۂ کلیہ سے صرف فِيۡهٖ مُهَانًا جو سورۂ فرقان میں ہے مستثنیٰ ہے، یعنی بجائے ترکِ صلہ کے صلہ مروی ہے۔

اجتماعِ ساکنین

اجتماعِ ساکنین کے معنی دو ساکن حرفوں کا جمع ہونا، اس کی دو قسمیں ہیں علیٰ[1] حدِّہ اور علیٰ[2] غیر حدِّہ

۱۔ اجتماعِ ساکنین علیٰ حدِّہ۔ اگر دو ساکن ایک ہی کلمے میں ہوں اور پہلا ساکن حرفِ مدّہ ہو تو اس کو اجتماعِ ساکنین علی حدِّہ کہتے ہیں۔ جیسے اَتُحَآجُّوٓنِّي اور دَآبَّة وغیرہ، یہ وقف میں بھی جائز ہے اور وصل میں بھی۔

۲۔ اجتماعِ ساکنین علی غیر حدِّہ۔ جب دو ساکن حرف جمع ہوں اور پہلا حرفِ مدّہ نہ ہو یا دونوں ساکن ایک کلمے میں نہ ہوں بلکہ دو کلموں میں اس طرح جمع ہوں کہ ایک ساکن پہلے کلمے کے آخر میں ہو اور دوسرا ساکن دوسرے کلمے کے شروع میں (خواہ پہلا ساکن حرفِ مدّہ ہو یا غیر مدّہ) تو اس کو اجتماعِ ساکنین علی غیر حدِّہ کہتے ہیں یہ صرف وقف میں جائز ہے، وصل میں جائز نہیں ہے۔

بحالتِ وصل اجتماعِ ساکنین علیٰ غیر حدِّہ میں اگر پہلا ساکن حرفِ مدّہ ہو تو وہ حذف کیا جائے گا، جیسے وَقَالاَ الْحَمْدُ ، وَاسْتَبَقَا الْبَابَ ، فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ، قَالُوا الْئٰنَ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ، عَلٰی اَنْ لَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا ، فِی الْاَرْضِ، فِی السَّمٰوٰتِ ، اَلَّذِی اؤْتُمِنَ ۔ پہلی تین مثالوں میں حرفِ مدّہ الف، چوتھی، پانچویں اور چھٹی مثالوں میں واوِ مدّہ، ساتویں آٹھویں اور نویں مثالوں میں یائے مدّہ کو حذف کرکے پڑھنا چاہیے۔

اگر پہلا ساکن غیر مدّہ ہو تو اُس کو عربی کے قاعدے سے کسرے کی حرکت دی جائے گی جیسے اَنِ امْشُوا ، اِنِ ارْتَبْتُم ، وَاَنْذِرِ النَّاسَ ، مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰهِ ، بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ ، وغیرہ۔ پہلی دو مثالوں میں نون ساکن کو، تیسری اور چوتھی مثالوں میں رائے ساکن کو اور پانچویں مثال میں الاسم کے لام کو کسرے کی حرکت دی گئی۔

اس قاعدۂ کلیہ سے چند جزئیات کلیۃً مستثنٰی ہیں۔

۱۔ ایک مِنْ کا نون جو عربی میں حرفِ جر ہے، جب اس کے بعد کوئی ساکن حرف آئے تو مِنْ کے نون کو ہر جگہ مفتوح پڑھنا چاہیے، جیسے مِنَ اللّٰهِ، وَمِنَ النَّاسِ، وَمِنَ الَّذِیْنَ قَالُوا وغیرہ

۲۔ دوسرے میمِ جمع، جب میمِ جمع کے بعد کوئی ساکن حرف آئے تو میمِ جمع کو ہر جگہ مضموم پڑھنا چاہیے، جیسے عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ ، عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ ، بِهِمُ الْاَسْبَابُ ، یُرِیْهِمُ اللّٰهُ وغیرہ۔

۳۔ تیسرے الٓمّٓ اللّٰهُ جو سورۂ آلِ عمران کے شروع میں ہے، اس کے میم کو وصل میں مفتوح اور اللہ کے لام سے ملا کر پڑھنا چاہیے یعنی اَلِفْ لَآمِّیْمَ اللّٰهُ ۔

خاتمۂ کتاب میں جو جزئیات بیان کیے گئے ہیں وہاں پانچویں نمبر میں صورتِ نقل کی

جو مثال بیان کی گئی ہے یعنی بِئسَ الِاسمُ الفُسُوقُ ، اس لفظ الِاسمَ میں لام سے پہلے اور بعد کے دونوں ہمزۂ وصلی جب حذف ہوجائیں گے تو لام اور سین میں اجتماعِ ساکنین علی غیر حدِّہ واقع ہوگا، اس وجہ سے لام کو کسرے کی حرکت دی جائے گی۔

جس کلمے کے آخری حرف پر تنوین اور اس کے بعد کے کلمے کے شروع میں ہمزۂ وصلی ہو اور دونوں کلموں کو ملا کر پڑھا جائے تو ہمزۂ وصلی حذف ہوجائے گا اور تنوین کے نونِ ساکن اور حذف شدہ ہمزۂ وصلی کے بعد کے ساکن حرف میں اجتماعِ ساکنین علی غیر حدِّہ واقع ہوگا اس لیے تنوین کا نونِ ساکن مکسور پڑھا جائے گا، جیسے قُل هُوَ اللّٰهُ اَحَدُ نِ اللّٰهُ الصَّمَدُ، طُوًی نِ اذهَب، لُمَزَةِ نِ الَّذِی، خَبِیثَةِ نِ اجتُثَّت، خَیرَ نِ الوَصِیَّةُ، بِزِینَةِ نِ الکَوَاکِبُ وغیرہ

تنوین کے متعلق تشریحِ اصطلاحات میں بالتفصیل بیان کردیا گیا ہے، وہاں دیکھ لیا جائے۔

اجتماعِ ساکنین علی غیر حدِّہ کے وقف میں برقرار رہنے اور جائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ کسی کلمے کا ماقبل آخر ساکن غیر مدہ ہو اور اُس کلمے پر وقف کیا جائے تو وقف کی وجہ سے حرفِ آخر بھی ساکن ہوجائے گا۔ جیسے السِّحر، القَدر، شَهر، مِن کُلِّ اَمر یُسر، حَتّٰی مَطلَعِ الفَجر وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو قرآن شریف صحیح پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین، فقط واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا وشفیعنا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین

خادم الطلبہ محمد اظہر حسن عرف ابرار احمد صدیقی امروہی غفرلہ ولوالدیہ ولاساتذتہ ولوالدیھم

تمت

عرضِ مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ وخاتم انبیائہ وافضل رسلہ محمد المصطفی وعلیٰ آلہ المجتبیٰ ومن والاھم واقتفی

اما بعد! ۱۳۵۵ھ میں جس کو انتالیس سال کا عرصہ ہوا، مخلصی ومحترمی جناب مولانا حمید احمد صاحب مرحوم فاضلِ دیوبند وسابق ناظر صدر انجمن اسلامیہ حیدرآباد ومؤسس جامعہ عربیہ نظام آباد دکن کی فرمائش سے مدارس انجمن مذکور کے مبتدی اور غیر عربی دان طلبہ کے لیے یہ رسالہ 'مبتدیوں کی تجوید' جو حضرت استاذی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مولفہ رسالہ 'ضیاء القرائت' کی مختصر شرح ہے جس میں علمِ تجوید کے ضروری مسائل اور روایتِ سیدنا حفص رحمہ اللہ تعالیٰ کے تمام جزئیات نہایت اختصار کے ساتھ سلیس اور عام فہم اردو میں بیان کیے گئے ہیں، حیدرآباد میں شائع ہوا تھا۔

اس میں پہلے بعض اصطلاحی الفاظ کی تشریح کی گئی ہے اور تمام قواعد کو یاد اور مشق کرنے کے لیے ہر قاعدے کے آخر میں بطورِ سوال وجواب ایک ایک مثال کی وضاحت کردی گئی ہے۔

میں نے مبتدیوں کی مناسبت سے اس رسالے کا نام 'مبتدیوں کی تجوید' رکھا ہے ملک کے طول وعرض میں بلکہ بیرونِ ملک میں بھی اسی نام سے متعارف ومشہور ہے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما کر پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچائیں۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم

محمد اظہر حسن عرف ابرار احمد صدیقی امروہی ۱۳۹۴

نوٹ۔ حضرت مصنف کی روح پر فتوح سے معذرت خواہی کرتے ہوئے بغرضِ تحسین واختصار اس کو تجوید مبتدیان کا نام دیا گیا ہے۔ اشرف سعودی

۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۶